قال الشافعي رحمہ اللہ علیہ: "إذا صحَّ الحديث فهو مذهبي"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

تَمَسُّک بِالحَدِیث

مرتبہ:

مولانا ابوالاخلاق الاثری

ناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ

سونس، کھیڈ، رتنا گیری، مہاراشٹر

قال الشافعي رحمۃ اللہ علیہ: ” إذا صح الحديث فهو مذهبي “

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

تَمَسُّکْ بِالْحَدِیْث

مرتبہ: مولانا ابوالاخلاق الاثری

ناشر

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ

سونس، کھیڈ، رتناگیری، مہاراشٹر

سلسلہ اشاعت نمبر:۱

کتاب	:	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تمسک بالحدیث
مرتبہ	:	مولانا ابوالاخلاق الاثری
صفحات	:	۴۸
سن اشاعت	:	دسمبر ۲۰۱۴ء
ایڈیشن	:	دوسرا
کمپوزنگ	:	غزالی ٹائپ سیٹرس اینڈ پرنٹرس، فون:9820822052
ناشر	:	مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ، سونس، کھیڈ
قیمت	:	

ملنے کے پتے

☆ مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ

۱۔ مقام پوسٹ: سونس، تعلقہ: کھیڈ، ضلع رتنا گیری، مہاراشٹر ۴۱۵۷۲۷

۲۔ بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینہ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ، کھیڈ، ضلع رتنا گیری ۴۱۵۷۰۹

۳۔ شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ، ضلع رائے گڈھ

انتساب

ان حضرات کے نام
جو اپنے آپ کو شافعی المسلک کہتے ہیں
مگر
ان کے عقائد، اعمال اور روزمرّہ کے مسائل پر
امام شافعی کے بجائے
غیروں کی حکمرانی ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

ہم پیدائشی شافعی المسلک تھے ابتدائی مذہبی تعلیم ہم نے ''ترکیب وضوونماز شافعی'' اور ''ارکان الصلوٰۃ شافعی'' سے حاصل کی۔ وضواورنماز کی جملہ دعائیں اور طریقہ انہیں کتابوں سے سیکھ کرعمل کرتے رہے بلکہ اعضاء وضودھوتے وقت کی دعائیں ہم بڑے شوق سے پڑھتے تھےلیکن دوسری کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ دعائیں بدعت ہیں صحیح حدیثوں سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جوناصر الحدیث اوراہل الحدیث تھے۔ انہوں نے بصراحت تاکید کررکھی ہے کہ ''صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے'' اب ہمارے لئے اس کے سوا اورکوئی چارہ نہیں تھا کہ صحیح حدیث کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ جو کچھ مراسم عبودیت ہم انجام دے رہے ہیں کیا وہ واقعی صحیح احادیث کے مطابق ہیں یا موجودہ کتب شافعیت کے مولفین و مصنفین نے اس میں کچھ اپنی طرف سے ملادیا ہے۔

میرے مطالعے کی حدتک لوگوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ضروراستعمال کیا ہے مگر ان کی کتابوں کو کھول کرنہیں دیکھا ہے یہی وجہ ہے کہ مروجہ کتابوں میں اعضاء وضودھونے کی دعائیں جمعہ کے دن ''ان اللہ'' پڑھنے کی رسم، کبوترنامہ، جنگ نامہ، شہادت نامہ، تہلیل، مولودو قیام، گیارہویں، الفاتحہ، محرم کی ماتمی مجلس، مرثیہ ونوحہ، عرس وقوالی، تیجہ چہلم، علم اوراکھاڑے اورنہ جانے کیسی کیسی خرافات موجود ہیں اوراکثر چیزوں کی قیادت مولانا اور ملا یا مسجد کے پیش امام کررہے ہیں ان تمام بدعات وخرافات کا مشاہدہ کرنے کے بعدکون شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے ہراس قول اورفتویٰ کو واپس لینے کا اعلان کررکھا ہے جوحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ تعجب پر تعجب ہے کہ جن چیزوں کا تذکرہ تک احادیث میں نہیں ہے اورجن کی تعمیل کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فتویٰ بھی نہیں ہے ان بدعات کو اپنانے اورفروغ دینے والے شافعی المسلک کیسے ہوسکتے ہیں۔

ہم نے اس موضوع پرکافی غوروخوض کیا اوراس نام نہاد شافعیت سے باہر نکل آئے جو

خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے ہمارے خیالات کو مزید قوت ملی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہی تمسک بالحدیث تھا اور آج شوافع ہمارے کوکن میں اہل حدیث کو اہلِ خبیث کہہ دیتے ہیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود اہل حدیث تھے اور اہل حدیث جماعت میں شامل ہوجانے کی دعوت بھی دیتے تھے اور ان کو برحق مانتے تھے۔ مولانا عبدالمنعم (جو ایک شافعی عالم مانے جاتے ہیں اہلحدیثوں کے خلاف انھوں نے ایک سے زائد کتابیں بھی تصنیف کی ہیں) نے ''الامام الشافعی'' نامی اپنی کتاب کے سرورق پر بھی امام شافعی کو ناصرالحدیث اور اہلحدیث قرار دیا ہے۔ حق وہ جو سر چڑھ کر بولے یہ ایک حقیقت تھی جو اللہ نے انہی کے قلم سے لکھوائی ورنہ اہلحدیثوں کے خلاف کیچڑ اچھالنا، اہلحدیث علماء کی کتابوں سے عبارتوں کو کتر بیونت کر کے عوام میں زہر افشانی موصوف کا محبوب مشغلہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور اصل وارث وہی لوگ ہیں جو تمسک بالحدیث (اذا صح الحدیث فھو مذھبی) کے نظریہ پر قائم ہیں اور اصحاب الرائے کے بالمقابل اصحاب الحدیث ائمہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی شمار کرتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی طرح وہ بھی تقلید شخصی سے نفرت کرتے ہیں۔

اس کتاب کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہورہی ہے کہ اس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تمسک بالحدیث عام ہوگا اور ان کے مسلک کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ نیز اس کتاب سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ مسلک شافعی کے نام سے جو بدعات وخرافات کتابوں یا ہمارے سماج میں موجود ہیں ان سے امام صاحب کا دامن پاک ہے اور جن لوگوں نے بدعات وخرافات کو ان کی جانب اپنے فائدے کے لئے منسوب کر رکھا ہے وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔

اس کتاب کے مؤلف ایک ایسے عالم ہیں جو حلیم الطبع اور سنجیدہ مزاج ہیں۔ تقریباً پچیس سال سے دعوت وتبلیغ کے میدان میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف علاقۂ کوکن میں رتنا گیری ضلع کے سونس نامی گاؤں میں ۱۸؍سال امامت وخطابت کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ اس دوران انہوں نے کوکن کے دینی، علمی، معاشرتی وسیاسی حالات کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ وسیع تجربات اور مشاہدات کے بعد لکھی گئی یہ کتاب عوام

وخواص کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ کتاب کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دلائل سے مزین بھی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، ناشر ومعاونین کو اجر عظیم سے نوازے اور اس کتاب کو ان کے حق میں صدقۂ جاریہ شمار کرے۔

محمد مقصود علاؤالدین سین
ناظم
مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ
سونس، کھیڈ، رتنا گیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر۔ بارِ طبعِ دوم

حامداً ومصلیاً۔ امابعد!

آج سے ٹھیک چودہ سال پہلے زیرِ نظر کتاب منصۂ شہود پر آئی تھی جس میں رواجی شافعیت پر بھرپور نقد کے ساتھ صحیح معنوں میں امام شافعی رحمہ اللہ کی تعلیمات کو اپنانے اور اسے فروغ دینے کی درخواست کی گئی تھی، کتاب چونکہ کم تعداد میں چھپی تھی اس لئے جلد ختم بھی ہوگئی، کوکن کے مختلف علاقوں نیز بھٹکل اور وشاکھاپٹنم وغیرہ سے برابر مانگ آرہی تھی مگر ہم لوگوں کی خواہشوں کو بروقت پورا نہ کرسکے جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

کوکن میں سلفیت کی لہر بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور جو نئے نئے لوگ متعارف ہورہے ہیں انہیں تعجب ہوتا ہے کہ اہل حدیث ہی ائمہ کے اصل قدردان ہیں اس لئے کہ وہ کسی امام کو کسی امام پر فوقیت نہیں دیتے، جس کی دلیل کتاب وسنت کے قریب ہوتی ہے اسے حرزِ جاں بناتے ہیں اور دوسرے ائمہ کو خاطی ومجرم بھی نہیں گردانتے جبکہ مقلدین کا رویہ اپنے اماموں کے ساتھ چمٹے رہنے کا ہوتا ہے۔ وہ اپنے امام کی تقلید نہیں چھوڑتے قرآن وحدیث اور آثارِ صحابہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم پر امام کی تقلید واجب ہے۔

شعبۂ دعوت وتبلیغ جماعت المسلمین مہسلہ نے اس سال ''الامام الشافعی کانفرنس'' کے انعقاد کا اعلان کیا تو ذمہ داران مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ سونس نے محسوس کیا کہ اس کانفرنس کے سنہرے موقع پر کیوں نہ ہم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تمسک بالحدیث کا نیا ایڈیشن شائع کرکے عامۃ المسلمین کی خواہشوں کو عملی جامہ پہنادیں۔ سو کتابِ مذکور کا نیا اضافہ شدہ ایڈیشن پیش کرتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کررہے ہیں، اللہ کرے یہ کتاب کوکن کے شوافع کو جس کی اکثریت رواجی شافعیت کے حصار میں قید ہے اس سے باہر نکل کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل تعلیمات کو حرزِ جاں بنانے اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہو۔

آخر میں ہم فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ کے ممنون ومشکور ہیں کہ انہوں نے تمام تر مصروفیات کے باوجود کتاب کے مشمولات کا جائزہ لیا اور اس پر ایک علمی مقدمہ بھی تحریر فرمایا جس سے اس کتاب کی اہمیت و افادیت مزید بڑھ گئی ہے، اللہ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور ان کے علم میں روز افزوں اضافہ فرمائے نیز اس کتاب کی نشر واشاعت میں حصہ لینے والے تمام لوگوں کے لئے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے نیز دعوت وتبلیغ اور حسن عمل کے لئے مزید حوصلہ بخشے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابو محمد مقصود علاؤالدین سین

ناظم

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریۃ

سونس، کھیڈ، رتنا گیری

۱۵/ دسمبر ۲۰۱۴ء بمطابق ۲۲/ صفر ۱۴۳۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی حفظہ اللہ

(صوبائی جمعیت اہلِ حدیث، ممبئی)

امام زمانہ محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ان عباقرۂ روزگار اور رجال دہر ہستیوں میں سے ہیں جو صدیوں میں ایک ہی ایک پیدا ہوا کرتی ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کا نشان ہوتے ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ اسی لئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایک ایسے شخص کو مقرر فرماتا ہے جو انہیں سنتوں کی تعلیم دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب ہوئی باتوں کا قلع قمع کردیتا ہے، چنانچہ جب ہم نے جائزہ لیا تو پہلی صدی میں عمر بن عبدالعزیز کو اور دوسری صدی میں امام شافعی رحمہا اللہ کو پایا۔

وہ اپنے علم وتفقہ، قوت حافظہ، استحضار علمی، لیاقت تدریس وقوت مناظرہ، اخلاص و للٰہیت، زہد و ورع، بے لوث تعلیم و تربیت کے جذبے، علم کی نشر و اشاعت اور اسلام اور مسلمانوں کی نصح وخیر خواہی میں بے مثال تھے۔ امام احمد بن حنبل فرمایا کرتے تھے کہ اپنے بعد ہر قلم و دوات اٹھانے والے کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے، اور امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ میری خواہش یہ ہے کہ لوگ (میری ان کتابوں سے) سارا علم حاصل کرلیں اور ان میں سے کوئی بات میری طرف منسوب نہ کریں، یہ ان کی بے لوثی کی دلیل ہے۔

یوں تو امام شافعی کے محاسن ومناقب بے شمار ہیں جن کا احاطہ چند اوراق میں تو کیا ایک کتاب میں بھی ممکن نہیں، مگر ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل حدیث کے منہج کے مطابق قرآن وسنت اور اقوال سلف سے ایسے فقہی اصول مرتب ومبرہن کئے جن کی وجہ سے طوفان کی طرح اٹھنے والے آراء الرجال کے سیلاب کے آگے ایک مضبوط باندھ کھڑا

ہو گیا، اور خالص اسلام میں ملاوٹوں کا جو خطرہ منڈلا رہا تھا وہ ٹل گیا، فجزاہ اللہ عن الاسلام و المسلمین کل خیر۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ ابا جان! یہ امام شافعی کتنے عظیم انسان تھے، میں اکثر سنتا ہوں کہ آپ ان کے حق میں دعا کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کہ اے میرے بیٹے! امام شافعی کی حیثیت ایسی تھی جیسے دنیا کو سورج کی اور لوگوں کو عافیت کی ضرورت ہوتی ہے، دیکھو کیا ان کے بغیر کوئی چارہ اور ان کا کوئی عوض ہے؟ (تاریخ بغداد ۲ / ۴۰۴)۔

امام شافعی نے لوگوں کے دلوں میں اتباع سنت کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے انتہائی بے لچک اور مضبوط موقف اختیار کر رکھا تھا، چنانچہ ایک بار انہوں نے کوئی حدیث بیان فرمائی تو کسی شخص نے کہہ دیا کہ کیا آپ اس حدیث پر عمل بھی کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح حدیث بیان کروں اور اس پر عمل نہ کروں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل رخصت ہو چکی ہوگی، اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے سروں کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ذم الکلام ۱۰۸، آداب الشافعی ۱ / ۴۷۵)

فرمایا کرتے تھے: جب کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت ہو جائے تو میرے قول کو دیوار پر مار دینا، اور جب دلیل تمہیں راستے پر پڑی مل جائے تو اسی کو میرا قول سمجھنا۔ (مجموع الفتاویٰ ۲۰ / ۲۱۱)

ایک بار امام شافعی رحمہ اللہ کا اپنے استاد محمد بن حسن شیبانی کے ساتھ مناظرہ ہوا، جن کا وہ بڑا احترام فرماتے تھے کہا کرتے تھے کہ اہل رائے میں سے کسی کے لئے فتویٰ دینا حلال نہیں ہے اور اگر کسی کے لئے حلال ہوتا تو وہ محمد بن حسن ہوتے۔ (ذم الکلام ص ۱۰۱)

مناظرہ اس سلسلہ میں تھا کہ امام محمد کے استاذ امام ابوحنیفہ بڑے عالم ہیں یا امام شافعی کے استاذ امام مالک بڑے عالم ہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں کہ محمد بن حسن نے مجھ سے سوال کیا کہ بتاؤ بڑا عالم کون ہے ہمارے استاد ابوحنیفہ یا تمہارے استاد امام مالک؟ میں نے عرض کیا کہ بات انصاف کی ہوگی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں انصاف کی ہوگی۔ میں نے کہا میں آپ کو اللہ کا

واسطہ دیتا ہوں بتائیے قرآن کا بڑا عالم کون ہے ہمارے استاد یا آپ کے استاد؟ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے استاد یعنی امام مالک۔ میں نے عرض کیا اب بتائیے سنت کا بڑا عالم کون ہے میرے استاد یا آپ کے استاد؟ انہوں نے فرمایا: حقیقت تو یہ ہے کہ تمہارے استاد۔ میں نے عرض کیا میں پھر آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، فرمائیے اصحاب رسول ﷺ اور متقدمین کے اقوال کا بڑا عالم کون ہے ہمارے استاد یا آپ کے استاد؟ تو انہوں نے فرمایا: تمہارے استاد۔ میں نے عرض کیا کہ اب قیاس کے سوا کچھ باقی نہیں بچا اور قیاس تو انہیں مذکورہ اشیاء پر ہوتا ہے، لہٰذا جسے اصولوں ہی کا پتہ نہیں ہوگا وہ قیاس کس چیز پر کرے گا؟ (الجرح والتعدیل ۱/ ۱۲، ۱۳ و مناقب الشافعی ص ۱۵۹، ۱۶۰)

امام صاحب لوگوں کو قرآن وسنت ہی کے ساتھ تمسک کی دعوت دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ قیاس تو ضرورت کی چیز ہے۔ (السیر ۱۰/ ۷۷)

انہوں نے اپنے شاگرد رشید امام احمد بن حنبل سے فرمایا کہ دیکھو بھائی تم لوگ ہم سے زیادہ حدیثوں کا علم رکھتے ہو لہٰذا اگر تمہیں کوئی صحیح حدیث مل جائے تو مجھے بھی اس کی خبر دینا تاکہ میں بھی اس کو اپنا مسلک بنالوں اب خواہ وہ حدیث کوفی ہو، بصری ہو یا شامی ہو ۔(السیر ۱۰/ ۳۳، طبقات الحنابلہ ۱/ ٦)

اسی طرح انہوں نے فرمایا: کہ میں نے جو کچھ بھی کہا ہو اگر اس کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی کوئی صحیح بات مل جائے تو وہی اولیٰ ہے اور میری تقلید نہ کرنا۔ (السیر ۱۰/ ۳۳، آداب الشافعی ٦۷، ٦۸)

اور اگر کوئی شخص حدیث کے مقابلہ میں کسی کی رائے پیش کرتا تو اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے اور اس کی حیثیت کی قطعی پروانہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ابراہیم بن محمد کوفی جو اسلام میں بڑے بلند رتبہ تھے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام شافعی مکہ میں لوگوں کو فتویٰ دے رہے ہیں اور امام احمد اور امام اسحاق مجلس میں حاضر ہیں، اسی اثنا میں امام شافعی نے فرمایا: قال رسول اللہ ﷺ: وھل ترک لنا عقیل من دار؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ تو اسحاق نے اپنی سند سے حسن اور ابراہیم کے متعلق اسی مجلس میں بیان کر دیا کہ وہ دونوں اس بات کے قائل نہیں تھے اور عطاء اور طاوس

بھی اس کے قائل نہیں تھے۔ امام شافعی نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ اسحاق بن ابراہیم حنظلی ابن راہویہ ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا: اچھا یہ آپ ہی ہیں جسے اہل خراسان اپنے یہاں کا فقیہ مانتے ہیں، مجھے اس بات کی کس قدر حاجت تھی کہ یہاں آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا اور میں اس کے کان مروڑنے کا حکم دیتا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کے مقابلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ: عطاء و طاووس اور منصور نے ابراہیم اور حسن سے روایت کیا ہے! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی اور کی کوئی حجت (اور حیثیت) ہے؟ (السیر ۱۰/۸۶، وذم الکلام ص ۱۱۸)

وہ اہل کلام اور اہل بدعت کے متعلق بڑے سخت موقف کے حامل تھے۔ فرماتے تھے کہ مجھے نہیں معلوم کہ علم کلام کو اپنا شعار بنانے والا کبھی کامیاب ہوا ہو۔ (الابانۃ ۲/۵۳۰/۶۶۶)

اور فرماتے تھے کہ اہل کلام سے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ انہیں کھجور کے ڈنڈوں سے پیٹا جائے اور انہیں اونٹوں پر سوار کرا کے محلے محلے اور قبیلے قبیلے گھمایا جائے اور یہ آواز لگائی جائے کہ یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر علم کلام سے شغف رکھتا ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث، ص ۷۸)

وہ اپنے ماننے والوں کو اہل بدعت سے دوری بنائے رکھنے کی سخت تنبیہ فرمایا کرتے تھے۔ بویطی فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے پوچھا کہ کیا میں کسی رافضی کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہ کسی رافضی کے پیچھے نماز پڑھو، نہ کسی قدری کے اور نہ کسی مرجئی کے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپ ان کے متعلق وضاحت فرما دیجئے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہتا ہو کہ ایمان صرف قول کا نام ہے، وہ مرجئی ہے، اور جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت ابوبکر وعمر امام نہیں ہیں وہ رافضی ہے، اور جو شخص مشیئت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہو وہ قدری ہے۔ (ذم الکلام ص ۲۲۵، ۲۲۶)

امام شافعی رحمہ اللہ حقیقت میں امام المسلمین اور امت کے عظیم محسنوں میں سے تھے، جن کے اقوال وتصرفات امت کے لئے مشعل راہ ہیں، بالخصوص ان کی زندگی میں ان لوگوں کے لئے بڑی عبرت ونصیحت ہے جو امام شافعی کے نام پر کتاب وسنت کے خلاف عقیدہ و

مسلک اپنائے ہوئے ہیں۔

زیر نظر کتاب ایسے بہت سے پہلوؤں کی نشاندہی کرتی ہے جو امام شافعی کے ماننے والوں کے لئے بالخصوص اور امت مسلمہ کے لئے بالعموم لمحۂ فکریہ ہیں۔ اس کے فاضل مولف مولانا ابوالاخلاق اثری صاحب قابل مبارکباد ہیں جنھوں نے اپنی اس کتاب کی شکل میں اہل کوکن کو ایک حسین تحفہ دیا ہے، جو گرانقدر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کی نشر واشاعت کرنے والوں کو بھی جزائے خیر سے نوازے، اور ہمیں بھی اجر سے محروم نہ فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

پیش لفظ

آج سے تقریباً پچیس سال پہلے کی بات ہے جب میں پہلی بار کوکن میں آیا تھا۔ پہلے کوکن اور کوکنی مسلمانوں کا نام سنا کرتا تھا کہ کوکن کی سرزمین بڑی پاکیزہ اور تاریخی ہے جہاں سب سے پہلے سرکاری طور سے عہدِ فاروقی میں مسلمانوں کا پہلا لشکر آیا تھا یعنی ۱۵ سنہ ھ ہی سے اس سرزمین پر مسلمانوں کا موجود ہونا ثابت ہے۔ یہاں آکر مشاہدہ کیا تو معلوم ہوا کہ ساحل سمندر پر آباد کوکن کے اکثر گاؤں میں شافعی المسلک مسلمان پائے جاتے ہیں۔

پڑھنے کے زمانے میں کتابوں میں مختلف مسائل میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آیا کرتا تھا اور اساتذہ بتایا کرتے تھے کہ چاروں ائمہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اقرب الی الکتاب والسنۃ ہے اور پھر اس کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک ہے۔

کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ (قرونِ ثلاثہ) جسے خیر القرون کہا گیا ہے اس میں کسی کی بات کو دین مان لینے کا رواج نہیں تھا، بلکہ سب کے سب متبع کتاب وسنت تھے اور دینی مسائل اخذ کرنے میں بڑی احتیاط رکھتے تھے اور ہر مسئلے میں حدیث رسول کی تلاش وجستجو ضرور کیا کرتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کا یہ طرزِ عمل بہت ہی مشہور ہے۔

ائمہ اور محدثین وغیرہ کا بھی یہی اصول تھا کہ وہ دینی مسائل میں کتاب اللہ اور حدیث رسول سے استدلال کرتے تھے اور انہیں دونوں مجموعے کو دین سمجھتے تھے جہاں قرآن وحدیث میں کوئی مسئلہ دستیاب نہ ہوتا تھا تو آثار صحابہ اجماع اور قیاس کی جانب رجوع کرتے تھے۔

ائمہ اہل الرائے کے بالمقابل جن ائمہ اہل الحدیث نے اپنی پوری زندگی حدیث کی تلاش اور حدیث کی تدریس میں گزاری ہے ان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی ناحیے سے ترتیب دی گئی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک تمسک بالحدیث سے شافعی عوام کو متعارف کرایا جاسکے۔

کہنے کوتو کوکن میں شافعیوں کی اکثریت ہے مگر حیرت کا مقام ہے کہ کوکن کے شافعی حضرات جو بدعات وخرافات اور مشرکانہ رسوم انجام دیتے ہیں اس سے ان کی شافعیت مشکوک نظر آتی ہے۔ آیئے کوکن کے شافعیوں کے رسم و رواج کی ایک جھلک آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں گاؤں گاؤں میں قبر کی پوجا کی جاتی ہے کوئی ایسا گاؤں نہ ہوگا جہاں کسی حقیقی یا فرضی ولی کی قبر نہ ہو اس پر عرس وقوالی، نذر و نیاز اور عورتوں مردوں کا میلہ نہ لگتا ہو، مسجدوں میں تعزیئے اور ڈھول رکھے جاتے ہیں۔ ہر ماہ شرکیہ اشعار پڑھ کر عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں کی جاتی ہے، رجب کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، صفر کے آخری بدھ کو جشن و پکنک منایا جاتا ہے۔ سالے مسور (سید سالار مسعود غازی) کے قبر کی مٹی گھر کے کونے میں بت کی طرح رکھی جاتی ہے جس پر سالانہ نیاز کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ ہندوؤں کی پالکی نکلتی ہے تو مسلم عورتیں بھی اس پر ناریل وغیرہ چڑھاتی ہیں، مرادیں مانگتی ہیں، محرم کے مہینے میں شیعوں کی طرح ماتمی مجلس کا انعقاد ہوتا ہے، روضۃ البکاء اور اس طرح کی خرافاتی کتابیں پڑھ کر لوگ روتے ہیں، گھر کے دروازوں پر شیعی عقیدے کے حامل اشعار لکھواتے ہیں۔

لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمة

المصطفی والمرتضی وابناهما والفاطمة

اور

ناد علیاً مظهر العجائب - نجده عوناً لنا فی النوائب

مختصر یہ کہ اس طرح شافعیوں میں رضاخانیت اور شیعیت اپنا جلوہ دکھارہی ہے۔

کچھ لوگ تبلیغی جماعت میں چلّے پر چلّے لگا رہے ہیں مگر عرس ومحرم نذر و نیاز اور دیگر خرافات میں کوئی کمی نہیں آتی بلکہ مسلسل چلّہ کشی انھیں شافعیت سے نکال کر مزاج خانقاہیت میں پختہ کردیتی ہے۔ فضائل اعمال نامی کتاب ان کی نظر میں اصل شریعت ہے کیا مجال ہے کہ آپ ان کے سامنے ریاض الصالحین یا کوئی اور کتاب پڑھ سکیں۔ شافعیت کے سب سے بڑے معاند اور مخالف یہی احناف ہیں جو امام شافعی محمد بن ادریس کو ابلیس سے زیادہ خطرناک اور ضرر رساں کہتے ہیں اور یہ سادہ لوح کوکن کا شافعی المسلک تبلیغ دین کے پردے میں حنفیت

کا ذہنی غلام بنا ہوا ہے۔ بقول شاعر

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے بیٹے سے دوا لیتے ہیں

ایک سلجھا ہوا طبقہ ان شافعیوں کا بھی ہے جو تعلیم یافتہ ہے اور مسئلے مسائل میں کچھ جانکاری رکھتا ہے۔ یہ مسلک شافعی کے نام پر مکتب اور مدرسے چلاتا ہے مگر مراد آبادی اور سہارنپوری جیسے علمائے احناف سے اس قدر مرعوب ہے کہ یہ بھی اوٹ پٹانگ مسائل بیان کرتا ہے مثلاً (۱) اسی کوکن میں شافعی کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی جانے پر شافعی نکیر کرتا ہے۔ (۲) اسی کوکن میں ماں کے انتقال ہوجانے پر بیٹا باپ کو اندر جانے اور ماں کی لاش دیکھنے سے روک دیتا ہے۔ (۳) اسی کوکن میں ایک مسافر عالم مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد اعلان کرتا ہے کہ لوگو! میں مسافر ہوں غلطی سے امام بن گیا مسافر کے پیچھے نماز نہیں ہوئی اس لئے کوئی مقیم دوبارہ پڑھادے۔ (۴) اسی کوکن میں میت کے گھر والے تیسرے دن یا مہینے پورا ہونے پر دعوتِ طعام کرتے ہیں فاتحہ اور قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔

نمونتہً چار مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیا کوئی غیرت مند شافعی ہے جو امام شافعی کے حوالے سے مندرجہ بالا مسائل کے جواز کا ثبوت فراہم کرے۔ میرا دعویٰ ہے کہ مسائل مذکور میں امام شافعی کا موقف بالکل حدیث کے مطابق ہے اور شافعی علماء جو اس قسم کے مسائل کی تائید کررہے ہیں وہ علماء احناف سے مرعوب ہیں حالانکہ احناف کا موقف احادیث کے بالکل خلاف ہے۔

کوکن میں چند طبقات کی نشاندہی کے بعد آیئے فقہ شافعی کا جائزہ بھی لیتے چلیں۔ کوکن میں فقہ شافعی کے نام پر اردو میں جو کتابیں رائج اور گھر گھر کی زینت بنی ہوئی ہیں وہ خود غیر مستند اور بدعات وخرافات کا مجموعہ ہیں۔ سب سے مشہور اور قدیم کتاب محمد ابراہیم کی ''ترکیب وضو ونماز شافعی'' جو جنگ نامہ، کبوتر نامہ اور نہ جانے کن کن ملحقوں سے چھپتی رہی ہے اور لوگوں میں اسے عام قبولیت بھی حاصل ہے۔ ابراہیم وزیر رومانے کی کتاب ''ارکان الصلوٰۃ شافعی'' ہے اس کتاب کے چھپنے کے بعد میں نے ان سے ملاقات کی تھی اور اس میں موجود خرافات و بدعات کی نشاندہی بھی کی تھی ابراہیم صاحب میری باتوں سے پوری طرح

مطمئن تھے مگر عذر یہ تھا کہ میں نے ترکیب وضو ونماز شافعی کے بالمقابل کچھ چیزیں کم کردی ہیں اس وجہ سے میری کتاب کو وہ مقبولیت حاصل نہیں جو ترکیب وضو ونماز شافعی کو ہے۔ اگر میں اس میں کچھ اور اصلاح کرلوں تو اسے کون خریدے گا وغیرہ۔

اس وقت میرے سامنے ایک کتابچہ ہے۔ شافعی علمائے کرام کی خدمت میں چند باتیں جو سونس کھیڈ، رتنا گیری سے شائع ہوا ہے اس میں ایک عنوان ہے کہ ''شافعی طریقہ کون سا ہے؟۔ اس کے بعد ایک جدول دیا گیا ہے جس میں سات شافعی کتابوں سے سات مختلف طریقے بیرون نماز سجدہ تلاوت کے دکھائے گئے ہیں جدول کے بعد لکھا گیا ہے بیرون نماز سجدہ تلاوت کی ادائیگی کے سات مختلف طریقے سات کتابوں سے جدول بالا میں ملاحظہ فرمالینے کے بعد ہر شافعی چکرا جاتا ہے کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ ہر مصنف اپنی کتاب کو مستند بتاتا ہے۔ مصنفین نے کہاں تک تحقیق کی ہے یہ تو وہی جانیں مگر ہم جیسے لوگ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ان سات طریقوں میں شافعی طریقہ کون سا ہے؟ آیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ایک طریقہ ہے یا تمام طریقے انھیں سے منقول ہیں اور اگر ان کا کوئی ایک طریقہ ہے تو لوگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں مختلف طریقے لکھ کر علمی خیانت تو نہیں کی ہے۔ علمائے شوافع ہی تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔''

ممکن ہے کسی شافعی عالم نے اس معمے کو حل کیا ہو کیوں کہ پوری کتاب ہی انھیں کے نام ہے اس کے بعد ایک مستند شافعی فقہ اردو کی مانگ کی گئی ہے تاکہ چھوٹی چھوٹی فقہی کتاب کے اختلاف سے بچ بچا کر صحیح مسلک پر عمل کرنا آسان ہوجائے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوکن میں علاقائی طور سے جو کتابیں فقہ شافعی کے نام پر معرضِ وجود میں آئی ہیں وہ سنی سنائی اور رٹی رٹائی باتوں پر مشتمل ہیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنا مسلک تمسک بالحدیث بتایا ہے اسی لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اپنے عقائد اعمال رسم ورواج اور تمام مسائل کو حدیث پر پیش کریں جو حدیث کے مطابق ہوں ان پر سختی سے عمل کریں اور جو خلافِ حدیث ہوں ان سے باز آجائیں یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: ''جب صحیح حدیث مل جائے بس وہی میرا مذہب ہے جب میرا کلام حدیث کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کرو۔'' (عقد الجید شاہ ولی اللہ دہلوی)

اہلِ کوکن اگر امام صاحب کی اس رہنمائی پر عمل پیرا ہوجائیں تو ان کی زندگی سے ساری بدعات وخرافات دور ہوجائیں گی اور اس کتاب کا اصل مقصد بھی پورا ہوجائے گا۔

ابوالاخلاق اثری

۲۱ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام محمد بن ادریس ہے، کنیت ابوعبداللہ اور لقب ناصر الحدیث ہے۔ نسب نامہ اس طرح ہے محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن ہاشم۔ والدہ یمن کے مشہور قبیلہ بنو ازد سے تعلق رکھتی تھیں۔ فلسطین کے شہر غزہ میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے، پیدائش کے کچھ ہی دنوں بعد والد کا انتقال ہو گیا۔ انتہائی غربت، تنگدستی اور یتیمی میں ماں نے بچے کی پرورش اور تربیت کا بار اٹھایا۔ دو سال کے بعد بچے کو لے کر آبائی وطن مکہ آ گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو غیر معمولی ذہانت، دوراندیشی اور بصیرت عطا کی تھی۔ بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور مکہ مکرمہ کے علمائے حدیث سے حدیث کی روایت اور کتابت شروع کی۔ حافظہ غضب کا تھا تاہم کھال کے ٹکڑے پر اور ان کاغذات کی پشت پر حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے جسے وہ سرکاری دفتر سے مانگ کر لایا کرتے تھے۔ علم حدیث کے ساتھ ساتھ عربی زبان درست اور صحیح لب و لہجہ میں سیکھنے کی غرض سے صحرائی علاقوں میں جا کر قبیلہ بنو ہذیل کی صحبت اختیار کی اس کی زبان اور بود و باش سیکھی کیونکہ یہ قبیلہ عربوں میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھا۔ تیر اندازی ایسی سیکھی تھی کہ نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔ قبیلہ بنو ہذیل میں کچھ ایام گزار کر آئے تو مکہ مکرمہ کے محدثین کے حلقوں میں حاضری دینے لگے۔ مسلم بن خالد زنجی سے مسائل و فتویٰ کی مشق کی، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد استاد نے کہا ''ابوعبداللہ اب فتویٰ دینا شروع کر دو تم فتویٰ دینے کے اہل ہو چکے ہو۔'' مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب علم رہنا ہی پسند کیا۔

امام دار الہجرہ مالک بن انس کے علم و تفقہ اور ان کی کتاب موطا کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ مکہ ہی میں کسی عالم سے موطا مستعار لے کر پڑھی اور زبانی یاد کر لی پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے

استفادہ کی غرض سے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہوکر جب انھوں نے موطا کی قرأت زبانی کی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور متاثر ہوئے اور فرمایا: ''اے محمد ، خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور گناہوں سے احتراز کرو تم ایک عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل کو نور سے بھر دیا ہے انھیں گناہ کے ذریعہ خالی نہ کردینا۔'' تھوڑے ہی عرصہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں موطا پڑھنے کی اجازت دے دی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: ''صبح سویرے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ گیا اور موطا زبانی پڑھنی شروع کی حالانکہ کتاب میرے ہاتھ میں تھی جب مجھے خیال آیا کہ اب امام مالک تھک گئے ہوں گے تو پڑھنا روکنا چاہا انھیں میرا پڑھنا اور صحیح عبارت خوانی اتنی پسند آئی کہ فرمایا اے نوجوان اور پڑھ چنانچہ میں نے چند روز میں موطا ختم کرلی۔''

تھوڑے دن امام مالک سے استفادہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ واپس آگئے اور وہاں کے شیوخ سے کسبِ فیض کرتے رہے۔ امام مالک کے علاوہ ان کے اساتذہ میں لوگوں نے سفیان بن عینہ، امام محمد، مسلم بن خالد، سعید بن سالم، عبدالوہاب ثقفی، محمد بن علی، اسماعیل بن جعفر، محمد بن خالد اور عبدالعزیز ماجشون وغیرہ کا نام ذکر کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے تا وفات ۱۷۹ھ کسبِ فیض اور مالی امداد بھی حاصل کرتے رہے۔ وفاتِ امام مالک کے بعد فکرِ معاش کے سلسلے میں کافی پریشان رہتے تھے اتفاق سے مدینہ میں نجران کے گورنر سے ملاقات ہوگئی وہ اپنے ساتھ امام صاحب کو نجران لے گیا اور وہاں کا قاضی مقرر کردیا۔ امام صاحب عدل و انصاف اور جرأت کے ساتھ منصبِ قضاء کی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے یہاں تک کہ گورنر کے ساتھ بھی کوئی رعایت نہیں کرتے تھے اس لئے وہ ان سے ناراض ہوگیا۔ خلیفہ ہارون رشید کو شکایت پہنچی کہ امام شافعی علوی سادات کے ساتھ ہیں اور ان سے حکومت کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ ہارون رشید بہت ناراض ہوا اور انہیں دارالخلافہ بھیجے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

جس وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دربار میں پیش ہوئے اس وقت منصب قضاء پر فائز امام محمد بن حسن کی سفارش پر امام صاحب کی براءت اور رہائی ہوئی یہ واقعہ ۱۸۴ھ کا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے امام محمد سے نکاح ثانی کرلیا تھا اور آپ نے امام محمد سے

کافی فیض اٹھایا اس سلسلہ میں خود فرماتے ہیں: ''بخدا مجھے فقاہت ہرگز نصیب نہ ہوتی اگر میں امام محمد کی کتب کا مطالعہ نہ کرتا جس شخص کا فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے وہ امام محمد بن حسن شیبانی ہیں۔''

حرم مکّی میں آپ نے لگاتار نو سال تک درس دیا اسی دوران امام احمد بن حنبل مکہ مکرمہ آئے اور امام شافعی کے درس میں شامل ہوئے اور اس قدر متاثر ہوئے کہ سایہ کی طرح ان کے ساتھ لگے رہتے۔ امام شافعی کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن داؤد، ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی، احمد بن حنبل، ربیع بن سلیمان، ابوالولید موسیٰ بن جارود، اسحاق بن راہویہ، ابونور بغدادی، حسن بن محمد زعفرانی، یوسف بن یحیٰی مصری وغیرہ۔

۱۹۵ھ میں جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد گئے تو امام احمد بن حنبل نے ان کا بڑا اعزاز کیا۔ امام شافعی بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ۱۹۹ھ میں بغداد سے مصر روانہ ہو گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مصر میں امام شافعی نے بڑی مستقل مزاجی اور اطمینان کے ساتھ تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کی خدمت انجام دی وہ فرمایا کرتے تھے ''جس نے قرآن پاک کا علم حاصل کیا اس کو عظمت و اہمیت حاصل ہوگی اور جس نے حدیث سیکھی اس کا استدلال قوی اور طاقتور ہوگا جس نے علم فقہ میں کمال حاصل کیا اس کو قدر و منزلت حاصل ہوگی اور جس نے زبان و ادب میں مہارت پیدا کی اس کا مزاج لطیف اور ذوق اعلیٰ ستھرا و صاف ہوگا اور جسے حساب کا علم ملا اس کی رائے میں وزن پیدا ہوگا اور جس نے اپنی آبرو نہ بچائی تو اس کا علم اسے کام نہ آئے گا۔

بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ درس حدیث کی کوئی محفل قائم نہیں کی مگر یہ امر واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نو برس تک مکہ میں پھر بغداد میں اور آخری عمر تک مصر میں حدیث کی مجلس قائم کرتے رہے۔ وہ فن حدیث سے پوری طرح واقف تھے اور اصولی حیثیت سے اسی پر گفتگو کرتے تھے۔ استخراج و استنباط مسائل کے لئے صحیح حدیث ہی کو دلیل سمجھتے تھے انھیں بہت سی ایسی حدیثیں مل گئی تھیں جس سے پہلے کے ائمہ فائدہ نہ اٹھا سکے تھے۔

مصر میں درس وتدریس کا جو عام معمول تھا اس کو بعض سیرت نگاروں نے یوں بیان کیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد کی مجلس میں قرآن پاک کا درس ہوتا تھا سورج نکلتے ہی حدیث پڑھنے والے طلبہ آجاتے تھے حدیث اور اس کے متعلق علوم کا درس ہوتا تھا۔ سورج کچھ بلندی پر آجاتا تو یہ طلبہ چلے جاتے پھر فقہ اور اس کے علوم حاصل کرنے والے آتے اور مسائل پر غور و خوض اور بحث و مذاکرہ ہوتا، چاشت کے بعد یہ لوگ واپس ہوتے تو عربی زبان و ادب اور نحو و عروض پڑھنے والے طلبہ حلقہ درس میں شامل ہوتے اور یہ درس دوپہر تک جاری رہتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول فقہ کے قواعد وضوابط اور طریقہ استنباط مسائل پر مشتمل ایک کتاب ''الرسالہ'' عبدالرحمٰن بن مہدی کے لئے تصنیف کیا تھا۔ مصر آنے کے بعد اس پر نظر ثانی کر کے رواج عام کیا۔ اس طرح امام شافعی پہلے عالم ہیں جنہوں نے اصول فقہ مرتب کئے اور علمائے مجتہدین کے لئے آسانی اور سہولت فراہم کر دی۔ امام صاحب کی مجموعی تصانیف کی تعداد سو سے اوپر بیان کی جاتی ہے جن میں زیادہ تر کتابیں حدیث اور فقہ پر مشتمل ہیں۔ فن شہسواری اور تیر اندازی پر بھی ایک کتاب ''السبق الرمی'' کے نام سے لکھی۔ یہ دنیائے اسلام میں اپنے فن پر پہلی کتاب ہے۔ کچھ کتابیں امام صاحب کے شاگردوں کی جمع کردہ ہیں مگر ان کی شہرت امام صاحب ہی کے نام سے ہے جیسے کتاب الام جسے امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان نے روایت کی ہے جسے فقہ اسلامی کا دائرۃ المعارف کہا جا سکتا ہے۔

مسند شافعی کے نام سے جو مجموعہ مشہور ہے اس کے متعلق شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین میں رقم طراز ہیں: ''یہ ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جن کو خود امام شافعی اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے۔ ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم نے ربیع بن سلیمان مرادی سے سن کر کتاب الام اور مبسوط کے ضمن میں جمع کر دی تھیں ان کو ایک جگہ جمع کر کے مسند شافعی نام رکھ دیا۔ ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعی کے بلا واسطہ شاگرد ہیں تمام حدیثوں کو امام شافعی سے سنا ہے۔ بہر حال وہ مسند نہ مسانید ہی کی ترتیب پر ہے اور نہ ابواب کی بلکہ اس میں حدیث جہاں اور جیسے چاہا لکھ دیا اسی وجہ سے اس مجموعے میں بہت تکرار ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیش رؤں کے طریقے کو گہرائی سے دیکھا اور پرکھا جو لوگ

مرسل اور منقطع احادیث کو بھی قابلِ قبول سمجھتے تھے ان پر نقد کرتے ہوئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے طے کیا کہ وہ کسی مرسل حدیث کو نہ لیں گے جب تک کہ وہ چند شرائط پر پوری نہ اترے۔
(تفصیل کتب اصول حدیث میں مذکور ہے اور امام شافعی کے الرسالہ ص ۴۶۱ تا ص ۴۶۵)

جو شخص بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا مطالعہ کرے گا وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ واقعی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ناصر الحدیث نیز فن حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ پہلے کے ائمہ جو احادیث کی عدم موجودگی میں اپنے اجتہاد و قیاس سے فتاوے دے گئے تھے امام صاحب نے ان کو قبول نہ کیا بلکہ امام صاحب نے بہت سی حدیثوں کو جمع کیا، حدیثوں کی تنقید کی اور اصولِ حدیث مرتب کئے، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حدیث کے ناسخ و منسوخ کو میں نے اس وقت پہچانا جب شافعی کی صحبت اختیار کی لیکن جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فن حدیث میں مہارت حاصل کر لی تو بلا کسی جھجک کے امام شافعی نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: ''آپ مجھ سے زیادہ علم حدیث جاننے والے ہیں لہٰذا جو صحیح احادیث آپ کو معلوم ہو وہ ہمیں بتا دیا کیجئے تا کہ ہم اس کے مقتضیٰ پر عمل پیرا ہوں (مناقب الشافعی للبیہقی) پوری زندگی علم و ادب، حدیث و تفسیر نیز استخراج و استنباط مسائل میں گزار کر ۵۴ رسال کی عمر میں ۲۰۴ھ میں سرزمینِ مصر میں یہ نیّرِ تاباں غروب ہو گیا۔

☆☆☆

تقلید سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا تنفّر اور ممانعت

جن ائمہ اور فقہاء کی تقلید کا عام رواج بن گیا ہے خود انھوں نے تقلید کو باطل کہا ہے اور اپنی تقلید سے منع کیا ہے اس سلسلے میں امام شافعی بہت زیادہ سخت تھے۔

صحیح حدیث کی اتباع اور پیروی اور صحیح حدیث کو بطور حجت و دلیل اپنانے کی تاکید ان سے کئی طرق سے مروی ہے اور منع تقلید پر ان کے اقوال بھی بہت واضح اور مفید انداز میں ملتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول تاریخ دمشق میں یوں آیا ہے: ''کل ما قلت فکان عن النبی ﷺ خلاف قولی مما یصح فحدیث النبی اولی فلا تقلدونی'' صحیح حدیث میرے قول کے خلاف ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہی مقدم ہے پس میری تقلید مت کرنا۔ یہ ہے تمسک بالحدیث اور اندھی تقلید سے برأت اور ممانعت کا وہ سبق جسے اماموں کے نرم و گرم اقوال کو اپنا لینے والے مقلدین پس پشت ڈال چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے مسائل کو جن میں سب یا بعض ائمہ کرام کا مذہب حدیث صحیح کے خلاف ہے ایک ضخیم جلد میں جمع کیا تو کتاب کے شروع میں واضح کر دیا کہ ان مسائل کی نسبت ائمہ مجتہدین کی طرف حرام ہے۔ فقہاء مقلدین کو اس کا ضرور علم ہونا چاہئے تا کہ وہ ان مسائل کو ائمہ کرام کی طرف منسوب کر کے غلط بیانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ (ایقاظ صفحہ ۹۹) اسی لئے تلامیذ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب کسی خلافِ سنت قول پر مطلع ہوئے تو انہوں نے حدیث کے بالمقابل اپنے امام کے قول کو چھوڑ دینے میں ہی عافیت سمجھی۔

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مختصر فقہ الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوع بر حاشیہ کتاب الام للشافعی) میں لکھتے ہیں اس کتاب میں میں نے محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فقہ کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسے طالب کے لئے قریب کر دوں ساتھ ہی یہ بھی بتا دوں کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے یا کسی امام کی تقلید کرنے سے منع کیا ہے تا کہ وہ اس میں اپنے دین کے لئے محتاط رویہ اختیار کرے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' میں لکھتے ہیں: ''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں صحابہ کے اقوال جمع ہوئے جو بڑی تعداد میں تھے ان میں اختلاف اور شاخسانے نکل آئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ایسی احادیث صحیحہ کے مخالف پایا جو صحابہ تک نہیں پہونچی تھیں انھیں معلوم تھا کہ سلف ایسے معاملے میں حدیث کی طرف رجوع کر لیتے تھے اس لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے ان اقوال سے تمسک ترک کر دیا جن میں وہ متفق نہ تھے اور کہا کہ'' ھم رجال و نحن رجال'' وہ بھی انسان تھے اور ہم بھی انسان ہیں جس طرح وہ مسائل کا استنباط کر سکتے ہیں ہم بھی کر سکتے ہیں۔

غور کرنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کے متضاد اقوال کو نہ تو حجت و دلیل قرار دیا نہ ہی ان کی تقلید و پیروی کی نہ ان کی تقلید کا حکم صادر فرمایا بلکہ اقوال سے تمسک ہی ترک کر دیا یہ کہہ کر کہ''ہم رجال و نحن رجال'' اور آج حال یہ ہے کہ صحیح حدیث کے مخالف اقوال امام کی تقلید بے دھڑک کی جاتی ہے اور اس کو سرچشمہ ہدایت سمجھا جاتا ہے جو ائمہ کے صحیح اقوال کے بالکل خلاف اور تقلید شخصی پر بے جا جسارت ہے۔ اللہ اس امت کو اندھی تقلید سے نکال کر شاہراہِ کتاب وسنت پر ڈال دے۔ (آمین) اور کتاب الامتاع میں امام بیہقی کی یہ روایت ہے جو انھوں نے اپنی سنن میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب میں کوئی بات کہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسند میری بات کے خلاف کوئی قول ثابت ہو تو یاد رکھو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح ثابت ہو وہی لائقِ اتباع ہے لہٰذا میری تقلید نہ کرنا اور امام الحرمین نے بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حوالہ سے اس بات کی تصریح کی ہے اور یہ ایک متفقہ بات ہے۔ (مذہبی فرقہ پرستی اور اسلام صفحہ ۵۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں تقلید اور جہالت میں کوئی فرق نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں۔ تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ایسے قول کو بے دھڑک قبول کرنا جس کا کوئی پتہ نہ چل سکے کہ کیا کہا اور کہاں سے کہا۔ یہی تقلید ہے جو علم سے خارج ہے اس کے جہل ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔ قولہ تعالیٰ: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الخ پس جان لو کہ تحقیق اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اللہ تعالیٰ نے معرفت کا حکم دیا ہے نہ خلف اور تقلید کا (فقہ اکبر الامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ طبع مصر صفحہ ۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

کتاب عقد الجید میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ذکر کئے ہیں جو منع تقلید پر بہت ہی اہم اور مفید ہیں۔

(۱) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب میں کوئی مسئلہ بتاؤں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد میرے قول کے خلاف ہو پس جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہ زیادہ تر لائق ہے میری تقلید مت کرو۔

(۲) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب صحیح حدیث مل جائے پس وہی میرا مذہب ہے۔ جب میرا کلام حدیث کے خلاف ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو اور میری تقلید مت کرو۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا ہے۔ عقد الجید صفحہ ۴۵، ۴۹، ۴۰، نیز آپ نے اپنے شاگرد امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید فرمائی: یا ابراہیم لاتقلدنی الخ اے ابراہیم میری ہر بات میں تقلید مت کرو بلکہ خود اپنی خاطر اپنے دل میں غور کرو کیونکہ معاملہ دین کا ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کسی کا قول دلیل نہیں خواہ وہ تعداد میں کتنے ہی زیادہ ہی کیوں نہ ہوں یاد رکھو نہ قیاس حجت ہے نہ کوئی اور شئے پس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تابعداری پر جمے رہو۔ (ترجمان، ۱۷، ۶، ۹۴) منع تقلید پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے واضح اقوال کے ہوتے ہوئے ان کی تقلید پر لوگوں کا جم جانا بہت ہی تعجب خیز بات ہے ان کے منع تقلید کے خلاف ان کی تقلید کرنے سے کوئی بھی شخص شافعی کیسے ہو سکتا ہے شافعی تو وہ ہے جو امام شافعی کی تعلیمات پر عمل کرے اور انھوں نے کہیں بھی اپنی تقلید کا کوئی حکم نہیں دیا ہے۔

☆☆☆

حدیث کی عظمت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

تمام مقلدین کا عام رجحان ہے کہ وہ احادیث سن کر اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے جب تک ان کے امام یا مفتی کی رائے نہ بتادی جائے۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ عام مقلدین کا عقیدہ قرآن وحدیث پر اتنا کمزور ہوگیا ہے کہ وہ اسے دوسرا درجہ دیتے ہیں۔ اولیت اور فوقیت امام کی رائے ہی کو حاصل ہے۔ اس تناظر میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل واقعات پڑھیے اور دیکھیے کہ ان کی نظر میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا مقام تھا اور آج جو ان کی پیروی کے دعویدار ہیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ان کا کیا نظریہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ایک حدیث بیان کی اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے ایک آدمی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابوعبداللہ! کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں تو امام شافعی بے چین ہوکر کہنے لگے اے مخاطب کیا تو نے مجھے نصرانی سمجھا ہے؟ کیا تو نے مجھے کلیسا سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو نے میری گردن میں جنیو دیکھا ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کروں اور اس پر میرا ایمان نہ ہو۔ (مفتاح الجنۃ ص ۶)

ربیع کہتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے ابوعبداللہ کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیث روایت کروں اور اسے نہ لوں تو تم سمجھ لو کہ میری عقل ٹھکانے ہی نہیں ہے۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے جب تم میری کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف کوئی بات پاؤ تو سنت کو لازم پکڑ لو اور میری بات کو چھوڑ دو۔ (مفتاح الجنۃ ص ۵۰)

حمیدی کہتے ہیں کہ میں مصر میں تھا کہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کہا اے ابوعبداللہ آپ بھی ایسا ہی کہتے ہیں تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کیا تو نے مجھے کلیسا سے نکلتے ہوئے دیکھا

ہے؟ کیا تونے میری گردن میں جنیو دیکھا ہے؟ کہ میں حدیث کے مطابق نہ کہوں گا۔
(مفتاح الجنۃ ص ۷۶)

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ حدیث صحیح ہے تو آدمی نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ سن کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کانپ اٹھے، آبدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے: کون سا آسمان مجھے سایہ دے گا اور کون سی زمین مجھے پناہ دے گی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کروں اور اس کے مطابق فتویٰ نہ دوں۔ (مفتاح الجنۃ ص ۷۶)

ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے کہا کیا تم اس حدیث کو لیتے ہو؟ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث میرے نزدیک صحیح ثابت ہو جائے اور میں اس کے مطابق فتویٰ نہ دوں یا عمل نہ کروں تو سمجھ لو کہ میرے دماغ میں فتور آ گیا ہے۔ (مفتاح الجنۃ ص ۷۷)

ابن الولید ابوالجارود کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح ثابت ہو جائے اور میں نے اس کے خلاف فتویٰ دے رکھا ہو تو میں اپنے فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جو حدیث میں ہے۔ (مفتاح الجنۃ ص ۷۷)

زعفرانی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنّت پاؤ تو اس کی پیروی کرو اور اس کے خلاف کسی کے فتویٰ اور قول کی طرف التفات نہ کرو۔
(مفتاح الجنۃ ص ۷۷)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب سات اقوال میں نے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) کی کتاب مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ سے پیش کر دیئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مسلمان ہوش وحواس میں رہتے ہوئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کر سکتا بلکہ ایک مسلمان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ وہ حدیث رسول کا استخفاف کرے جو لوگ اپنے آپ کو شافعی المسلک کہتے ہیں وہ کس منہ سے احادیث سے اعراض کر جاتے ہیں؟ کیا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے بغاوت اور انحراف نہیں ہے؟

صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے المجموع (۱/ ۶۳) میں، امام شعرانی نے میزان کبریٰ (۱/ ۵۷) میں، بیہقی اور حاکم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: '' اذا صح الحدیث فھو مذھبی '' یعنی جو صحیح حدیث میں ہے وہی میرا مذہب ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی کا مذہب وہی ہے جو صحیح حدیث میں ہے اور جو صحیح حدیث کے خلاف ہو وہ امام صاحب کا مسلک اور مذہب نہیں ہوسکتا ہے۔

امام شعرانی نے ابن حزم سے امام شافعی کے مذکورہ قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ حدیث جو امام شافعی کے نزدیک صحیح ہو یا دوسروں کی تحقیق میں صحیح ثابت ہو جائے اس کا جواب بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تلاش کر لینا بہتر ہے جو امام احمد بن حنبل کے لڑکے عبداللہ سے تین طرق سے ذم الکلام واہلہ (۲/ ۷/ ۲۴) میں مروی ہے اور خطیب بغدادی نے الاحتجاج بالشافعی میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، ابن عبدالبر نے الانتقاء میں، ابن جوزی نے مناقب لامام احمد میں نقل کیا ہے کہ ایک روز امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد سے فرمایا: حدیث رجال کا علم تم کو مجھ سے زیادہ ہے سو جو حدیث ملے مجھے بھی بتا دیا کرو خواہ وہ کوفی ہو یا بصری یا شامی تا کہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں جن لوگوں نے امام شافعی کے پہلے قول کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ وہ حدیث خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح ہو انھیں اس دوسرے قول سے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ہر صحیح حدیث ان کا مذہب ہے وہ حدیث خود ان کے نزدیک صحیح ہو یا دوسروں کی تحقیق میں صحیح ثابت ہو جائے اور امام احمد بن حنبل سے انھوں نے یہی بات کہی تھی۔

امام نووی تحریر فرماتے ہیں کہ اصحاب علمائے شافعیہ نے مسئلہ تثویب اور مرض وغیرہ کے عذر کی بنا پر احرام سے حلال ہو جانے کی شرط لگانے کے مسئلے اور دوسرے بہت سے مسائل میں جو کتب فقہ شافعی میں مشہور و معروف ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے انھیں مذکورہ بالا قول پر عمل کیا ہے۔

ہمارے اصحاب میں جن سے یہ مروی ہے کہ انھوں نے امام کے قول کے خلاف حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ابویعقوب بویطی اور ابوالقاسم دار کی وغیرہ ہیں۔ اس طرح ہمارے اصحاب میں امام بیہقی اور دوسرے بہت سے محدثین نے اسی اصل کو استعمال کیا ہے۔ متقدمین علماء شافعیہ کے سامنے جب کوئی ایسا مسئلہ آتا جس کے متعلق حدیث موجود ہوتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اس کے خلاف ہوتا تو وہ حدیث پر عمل کرتے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیتے اور فرماتے جو حدیث کے موافق ہو وہی امام صاحب کا مذہب ہے۔

علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں جب کسی شافعی کو کوئی ایسی حدیث ملے جو اس کے مذہب کے خلاف ہو تو اس شخص کے اندر مطلقاً یا خاص اس باب میں یا اس مسئلہ میں تحقیق کی اہلیت ہو اور اس کی شرائط موجود ہوں تو اسے بطور خود اسی حدیث کے ساتھ عمل کرنا چاہئے اور اگر اس کے اندر تحقیق کی صلاحیت اور قوتِ فیصلہ نہ ہو اور وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حدیث کی مخالفت ہو نیز پوری بحث و جستجو کے باوجود اسے حدیث کا کوئی کافی وشافی جواب بھی نہ ملے تو ایسی صورت میں بھی اسے حدیث پر ہی عمل کرنا چاہئے بشرطیکہ اس پر کسی امام نے عمل کیا ہو یہ اس کے لئے اپنے امام کا مذہب ترک کردینے کے لئے معقول عذر ہوگا۔ علامہ ابن الصلاح نے جو یہ شرط لگادی کہ اس حدیث پر کسی امام نے عمل بھی کیا ہو اس سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث پر اگر کسی دوسرے امام نے عمل نہ کیا ہو تو وہ کیا کرے اس کا جواب امام تقی الدین سبکی نے ایک رسالہ معنیٰ قول الشافعی اذا صح الحدیث فهو مذهبی (ج ۳ تا ۱۸) میں دیا ہے فرماتے ہیں مذکور صورت میں بھی میرے خیال میں حدیث کی اتباع کرنا ہی اولیٰ ہے۔ (امام فلانی ایقاظ ص ۱۵۲) میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ثانی بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام بیہقی نے فرمایا اسی سبب سے شافعی مسلک میں عمل بالحدیث زیادہ ہے انھوں نے اہلِ حجاز، اہلِ شام، اہلِ یمن، اہلِ عراق کے علم کو جمع کیا اور ان تمام حدیثوں پر جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوئیں بغیر کسی جانبداری کے عمل کیا اور حق واضح ہوجانے کے بعد اپنے اختیار کردہ مذہب کے حق میں کسی تعصب کو راہ نہیں دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں صحیح حدیث کا جو مقام تھا، وہ انکی تحریروں سے اس قدر واضح ہے کہ اس پر حاشیہ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں مگر متاخرین نے اسے نظر انداز کردیا جس کی وجہ

سے شافعی عوام احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کرنے لگے، بدکنے لگے اور چڑنے لگے یہاں تک کہ مذہب شافعی اور امام شافعی سے منسوب ایسی کتابیں بازار میں آئیں جو صحیح حدیث کو ٹھکرانے اور بدعات وخرافات کو فروغ دینے لگیں جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی صحیح حدیث کی تلاش وجستجو میں لگے رہے اور اسی کو اپنا مذہب قرار دیتے رہے بلکہ اپنے شاگردوں اور متعلقین کو بہت واضح حکم دے گئے کہ اگر میری موت کے بعد کوئی صحیح حدیث ملے اور میرا قول اس حدیث کے خلاف ہو تو تم حدیث ہی کی طرف رجوع کرنا۔ امام ہروی نے ''ذم الکلام'' میں، ابن قیم نے ''اعلام الموقعین'' میں اور فلانی نے ''ایقاظ'' میں ذکر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہل الحدیث کے نزدیک میرے قول کے خلاف حدیث صحیح ثابت ہو جائے میں اس میں اپنے قول سے اپنی حیات میں اور اپنی موت کے بعد رجوع کرتا ہوں۔ وفات بعد رجوع کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تم لوگ میری وفات کے بعد میری رائے پر اس طرح نہ جم جانا کہ صحیح حدیث کی مخالفت ہو بلکہ تم صحیح حدیث پر عمل کرنا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول اعلام الموقعین اور ایقاظ میں اس طرح ملتا ہے کہ کسی امتی کے قول کے بالمقابل حدیث کو چھوڑ دینا حرام ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث مل جائے اسے کسی اور کے قول پر عمل کرنا اور حدیث کو چھوڑ دینا حرام ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی صراحت سے صحیح حدیث کو اپنانے کی تاکید کے باوجود نام نہاد شوافع کا احادیث کو چھوڑ کر کسی اور قول کو اپنانا اور عمل کرنا بڑا ہی تعجب خیز ہے جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صحیح احادیث پر عمل کرنا ہے۔ کاش شافعی عوام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور شافعیت کے نام پر جو خرافات اور بدعات ان میں در آئے ہیں ان کی اصلاح کریں

☆☆☆

علمائے اسلام کے مسلکی انتساب کی حقیقت

قارئین آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پڑھ لئے جن سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تقلید سے متنفر تھے، اپنی اور غیر کی تقلید سے منع کیا کرتے تھے بلکہ تقلید کو جہالت سمجھتے تھے تو آپ کے ذہن میں سوال آسکتا ہے کہ تقلید واقعی جہالت اور فعل زبوں ہے تو اکابر علمائے اسلام نے تقلید کا راستہ کیوں اختیار کیا۔ بڑے بڑے علماء متقدمین اور متاخرین جو شافعی اور مالکی وغیرہ مسلکوں میں محصور تھے کیا وہ اس حقیقت سے واقف نہ ہوسکے تھے؟

واقعی یہ سوالات ایسے ہیں جو ہر سنجیدہ اور حساس آدمی کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں لیکن علماء اسلام کے مسلکی انتساب کی حقیقت کچھ اور ہے خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اساتذہ کی تقلید نہیں کی اور نہ اپنے شاگردوں کو اپنی تقلید کا حکم دیا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''الانصاف فی بیان سبب الاختلاف'' سے ایک اقتباس پڑھئے: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی شاگرد مجتہد مطلق منتسب تھے ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مجتہدات میں ان کی تقلید کی ہو البتہ جب ابن سریج (المتوفی ۳۰۳ ہجری) کا زمانہ آیا تو انھوں نے تقلید و تخریج کے قواعد بنائے، ان کے بعد ان کے شاگرد آئے اور اسی راہ پر چلتے رہے اور اسی طریق پر گامزن رہے یہی وجہ ہے کہ انھیں صدی کے شروع میں پیدا ہونے والے مجددین میں شمار کیا گیا۔ واللہ اعلم

جس نے جملہ مسائل کا تحقیقی مطالعہ کیا ہو اس پر مخفی نہیں ہے کہ مسلک شافعی کی بنیاد باقاعدہ فراہم شدہ احادیث و آثار پر ہے جن پر عمل ہوتا رہا یہ شرف کسی دوسرے مسلک کو حاصل نہیں منجملہ ان مدون کتب کے جن پر امام شافعی کے مسلک کی بنیاد ہے۔ کتاب المؤطا ہے جو اگرچہ امام شافعی سے پہلے موجود تھی امام شافعی نے اسے اپنے مسلک کی بنیاد قرار دیا ہے اور کتابیں یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم اور کتب احادیث ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، پھر مسند شافعی، سنن النسائی، سنن دارقطنی، سنن بیہقی اور امام بغوی کی شرح السنۃ۔

امام بخاری کو اگر چہ شافعی کہا جاتا ہے اور اکثر فقہی مسائل میں وہ امام شافعی کے موافق ہیں پھر بھی بہت سے مسائل میں ان سے اختلاف رکھتے ہیں اسلئے امام بخاری کی ذاتی رائے کو مسلک شافعی میں شمار نہیں کیا جاتا۔

ابوداؤد، ترمذی، مجتہد منتسب ہیں جو امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کے پیرو خیال کئے جاتے ہیں۔ مؤلف کتاب کا کہنا ہے کہ ان کے خیال میں ابن ماجہ اور دارمی کا بھی یہی خیال ہے واللہ اعلم۔

بہر حال مسلم اور ابوالعباس الاصم نے مسند شافعی اور کتاب الام کو جمع کیا ہے باقی وہ حضرات جن کا اوپر ہم نے ذکر کیا ہے یہ سب اپنا جداگانہ مسلک رکھتے ہیں اور مسلک شافعی کے پابند نہیں ہیں اگر ان تمام متذکرہ بالا باتوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ جس نے بھی مسلک شافعی کی مخالفت کی وہ اجتہاد مطلق کے شرف سے بے بہرہ ہے جو شخص امام شافعی اور ان کے اصحاب کے فیض سے عاری ہو وہ علم حدیث کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ (اردو ترجمہ فقہی اختلاف کی اصلیت ص ۷۹۔۸۰)

حجۃ اللہ البالغۃ میں بھی شاہ صاحب نے اس مسلکی انتساب کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: کبھی کسی کی کثرت موافقت کی بنا پر اس کی طرف منسوب کر دیا گیا جیسے امام نسائی اور بیہقی کو امام شافعی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ (ج ا ص ۱۵۳)

مولانا عبدالحیٔ تحریر فرماتے ہیں کہ: ابوبکر قفال ابوعلی اور قاضی حسین سے جو کہ شافعی میں گنے جاتے ہیں منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم شافعی کے مقلد نہیں بلکہ ہماری رائے ان کے رائے کے موافق ہوگئی ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۲۹ حوالہ النافع الکبیر) اس کے علاوہ اور بہت سے اسباب تھے جن کی بناء پر علماء محققین کو بھی کچھ مناسبت اور موافقت کی بنا پر شافعی کہہ دیا گیا اور طبقات شافعیہ میں ان کو بھی شمار کر دیا گیا جبکہ کوئی بھی محقق اور مجتہد کسی دوسرے کی تقلید نہیں کر سکتا۔ شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید ص ۵۴ میں فرماتے ہیں کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

امام رازی، غزالی ابن دقیق العید امام الحرمین اور اس طرح کے بہت سے مجتہدین و محدثین کا شافعی ہونا مشہور ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مجتہد کسی کا مقلد نہیں ہوتا اور ان میں کوئی بھی

ایسا نہ تھا جس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مجتہدات میں ان کی تقلید کی ہو اور یہ اس لئے کہ اس زمانہ میں اپنے بڑوں کی بے دلیل باتوں کو دین ماننے کا قطعی رواج نہیں تھا۔ اکابر علماء اسلام نے امام شافعی کے علم وتفقہ سے فائدہ ضرور اٹھایا مگر تقلید شخصی سے اجتناب کیا اور امام شافعی سے تقلید کی مذمت اور ممانعت ثابت ہے پھر اہلِ علم کس طرح ان کی تقلید کرتے۔

زمرۂ ائمہ اہلِ حدیث میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں تمسک بالحدیث زیادہ ہے اس لئے بعض لوگوں نے امام شافعی کو اول اہل حدیث کہا، کسی نے مذہبِ اہلِ حدیث کے قیام کو ان کی جانب منسوب کیا ہے جیسا کہ تہذیب نووی ج ۱ ص ۷۴ میں ہے کہ نشر علم الحدیث و اقام مذهب اهله و كذا قال الشعرانی فی طبقاته ۔ نشر علم الحدیث و اقام مذهب اهله ''یعنی آپ نے علم حدیث پھیلایا اور مذہب اہلِ حدیث قائم کیا جہاں تک علم حدیث پھیلانے کی بات ہے یقیناً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی حدیث وفن حدیث کی ترویج وتوسیع میں گزار دی مگر مذہب اہل حدیث قائم کرنے کی بات خلافِ واقعہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے یہ مذہب موجود تھا۔ ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں: '' اخذ مذهب اهل الحديث واختاره لنفسه ''یعنی امام شافعی نے اپنے لئے اہل حدیث کا مذہب اختیار کیا۔ ابونعیم اصفہانی نے کہا: ''وذهب الشافعی مذهب اهل الحديث اور شافعی اہلِ حدیث کے مذہب پر گامزن تھے۔ بلکہ امام شافعی نے لوگوں سے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''عليكم باصحاب الحديث فانهم اكثر صوابا عن غيرهم '' (توالی التاکیس، ص ۶۴) یعنی جماعت اہل حدیث میں شامل ہو جاؤ دوسروں کی نسبت ان کا راستہ درست ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: '' و كان الشافعی يوصى بالحديث و باصحاب الحديث ، يقول عليكم باصحاب الحديث فانهم اكثر صوابا من غيرهم '' (دروس الشیخ محمد المنجد)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور اہل حدیث کے ساتھ رہنے کی وصیت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جماعت اہلِ حدیث میں شامل ہو جاؤ۔ دوسروں کی نسبت ان کا راستہ عمدہ اور درست

ہے۔"ائمہ مجتہدین کے سلسلے میں امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی ۵۸ ۵ھ الملل والنحل میں رقم طراز ہیں:"

ثم المجتهدون من ائمة الامة محصورون فی صنفین لا یعدوان الی ثالث اصحاب الحدیث و اصحاب الرائی "

اصحاب الحدیث وهم اہل الحجاز هم اصحاب مالک بن انس و اصحاب محمد بن ادریس و اصحاب سفیان الثوری و اصحاب احمد بن حنبل واصحاب داؤد بن علی بن محمد الاصفهانی و انما سمو اصحاب الحدیث لان عنایتهم بتحصیل الاحادیث و نقل الاخبار و بناء الاحکام علی النصوص ۔ ولا یرجعون الی القیاس الجلی والخفی ما وجد و اخبرا و اثرا قال شافعی : اذا وقد وجدتم لی مذہبا ووجدتم خبرا علی خلاف مذہبی فاعلموا ان مذہبی ذالک الخبر...

اصحاب الرائے وهم اہل العراق هم اصحاب ابی حنیفة النعمان بن ثابت و من اصحابه محمد بن الحسن و ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن محمد القاضی وزفر بن الهذیل والحسن بن الزیاد واللؤلؤی و ابن سماعته و عافیة القاضی و ابو مطیع البلخی و بشر المرسی و انما سموا لاصحاب الرائی لان اکثر عنایتهم بتحصیل وجه القیاس والمعنی المستنبط من الاحکام و بناء الحوادث علیها و ربما یقدمون القیاس الجلی علی احاد الاخبار (الملل والنحل ج ۱ ص ۲۰۷)

یعنی امت محمدیہ کے ائمہ مجتہدین دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں تیسرا گروہ یہاں کوئی ہے ہی نہیں ایک اصحاب الحدیث اور دوسرے اصحاب الرائے۔

اصحاب الحدیث (اہل حدیث) تو اہلِ حجاز ہیں وہ یہ ہیں امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس الشافعی، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، امام داؤد بن علی بن محمد اصفہانی اور ان کے اصحاب وغیرہ ان کا نام اہل حدیث اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی تمام تر توجہ احادیث و اخبار پر تھی اور یہ احکام شریعت کی بنیاد انھیں نصوص پر رکھتے ہیں اور حدیث وخبر کی موجودگی میں قیاس جلی وخفی کو اہمیت نہیں دیتے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم میرا مذہب پاؤ اور کوئی حدیث میرے مذہب کے خلاف ملے تو جان لو کہ بلاشبہ میرا مذہب وہ حدیث ہے۔

اصحاب الرائے تو وہ اہلِ عراق ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب امام محمد بن حسن، امام ابو یوسف، امام زفر بن ہذیل، امام حسن بن زیاد، لولوی امام ابن سماعہ، امام عافیہ

قاضی، امام ابومطیع اور بشر مرسی رحمہم اللہ ہیں ان کا نام اصحاب الرائے اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کی زیادہ تر توجہ قیاس اور احکام سے مستنبط معانی کی طرف ہوتی ہے اور ان ہی چیزوں پہ احکام وحوادث کی بنیاد رکھتے ہیں اور بسا اوقات اخبار احاد (حدیث) پر بھی قیاس جلی کو مقدم رکھتے ہیں۔

اہل حدیث ہر زمانے میں تقلید سے کوسوں دور رہے اور جتنے بھی ائمہ حدیث گزرے ہیں ان سب کا احترام کرتے رہے انھیں اپنا امام مانتے رہے مگر دلیل کے اعتبار سے جس کا مسلک صحیح حدیث کے مطابق ہوتا اسی کو مانتے اور بے دلیل باتوں کو دین نہیں سمجھتے تھے۔ اسی میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی آتے ہیں نہ انھوں نے اپنے استاد امام مالک کی تقلید کی نہ ان کے شاگرد امام احمد بن حنبل نے اپنے استاد کی تقلید کی اور یہ سب زمرۂ اہلِ حدیث میں شامل ہیں۔

مناقب شافعی میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اہلِ حدیث ہونے کی کئی شہادتیں موجود ہیں جن سے ہمارے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے امام احمد بن حنبل سے سوال کیا گیا کہ آیا امام مالک کی کتابیں آپ کو زیادہ پسند ہیں یا امام ابوحنیفہ وابو یوسف کی، جواب دیا کہ امام شافعی کی اس لئے کہ شافعی حدیث سے فتویٰ دیتے تھے اور لوگ رائے سے۔ (الامام الشافعی ص ۳ بقلم عبدالمنعم نظیر)

محمد بن مسلم نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ کس کی کتابوں کا مطالعہ کروں امام مالک، امام ثوری یا امام اوزاعی تو فرمایا کہ امام شافعی کی اس لئے کہ وہ زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ سنت کے موافق ہیں۔ (الامام الشافعی ص ۳، بقلم عبدالمنعم نظیر)

اس قسم کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی اہل حدیث ہیں لیکن ان کی فقہ پر عمل کرنے والے اہل حدیث نہیں ہو سکتے کیونکہ انہیں حدیث سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ تو بس امام کے نرم وگرم قول کو ہی اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں اور امام نے اپنا دین وایمان مذہب صحیح احادیث کو بتلایا ہے تو جو لوگ صحیح حدیثوں کو چھوڑ کر ان کے اقوال پر عمل کریں اہل حدیث وہ کس طرح سے ہو سکتے ہیں امام شافعی نے کسی کو شافعی بننے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ انہوں نے اہل حدیث بننے کا حکم دیا اور امام شافعی نہ تو اول اہل حدیث ہیں نہ اہل حدیث کے بانی ہیں اہل حدیث تو اس وقت سے ہیں جب سے حدیث ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۴ھ نے اپنے شاگردوں کو جو تابعین تھے فرمایا:''فانکم خلوفنا و اهل الحدیث بعدنا '' کہ ہمارے بعد تم ہمارے خلیفہ ہو اور تم ہی اہل حدیث ہو۔(شرف اصحاب الحدیث خطیب ص ۱۲)

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہل حدیث کا واضح ثبوت موجود ہے یہ اس زمانے کی بات ہے جب ائمہ اربعہ اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

امام شعبی المتوفی ۱۰۴ھ جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام کو دیکھا اور اڑتالیس صحابہ سے بالمشافہ احادیث سنی انھوں نے اپنے اساتذہ صحابہ کرام کو اہل حدیث کے پیارے لقب سے ذکر کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۷۲)

اہلِ حدیث کے امام اعظم جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہی اس کے بانی ہیں بقیہ تمام ائمہ حدیث کو اہل حدیث کے نزدیک ثانوی درجہ حاصل ہے کیونکہ ہر مجتہد کے قول میں خطا و صواب کا احتمال رہتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق قرآن کہتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم:۳)

مختصر یہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اہل حدیث کی روش پر گامزن تھے جس پر صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین وغیرہم تھے اور خیر القرون میں تقلید کی بدعت نہیں شروع ہوئی تھی سب اہل اسلام اہل حدیث نقطۂ نظر رکھتے تھے یعنی کسی کے مقلد نہ تھے اور براہِ راست قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے اور اگر حدیث کے مقابلے میں کسی کا قول پیش کر دیا جاتا تو غضبناک ہو جاتے تھے۔ایک واقعہ پڑھتے چلیے۔

قال الهروی وروینا عن محمد الکوفی و کان من اسلام بمکان قال رایت الشافعی رحمة الله علیه بمسئلة یفتی الناس الی قوله فقال الشافعی رحمة الله علیه ما اخرجنی یا اسحاق ان یکون غیرک فی موضوعک فکنت آمر بعرک اذنیه اقول قال رسول الله ﷺ و انت تقول عطاء و طاؤس و ابراهیم والحسن و حل لاحد مع رسول الله ﷺ حجة (ذم الکلام و اهله ج ۳ ص ۲۴)

ایک جگہ امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن راہویہ جمع تھے ایک مسئلے پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی اسحاق بن راہویہ نے بمقابل اس کے حسن اور ابراہیم عطاء اور طاؤس کی رائے اور قول کو اس کے مخالف بیان کیا تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سخت غضبناک ہوئے اور فرمایا:

اے اسحاق افسوس ہے تیرے سوا کوئی اور آدمی ہوتا تو میں اس کی گوشمالی کرتا کہ میں تو پیغمبر خدا کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم عطاء وابراہیم طاؤس اور حسن کے قول کو نقل کرتے ہو یاد رکھو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کا قول یا کسی کا فتویٰ حجت نہیں ہے۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صرف اور صرف حدیث رسول بیان کرتے تھے اور اس کے موافق یا مخالف اقوالِ رجال کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے اور آج بھی اہل حدیث اسی روش پر گامزن ہیں کہ حدیث رسول کے ہوتے ہوئے کسی کے قول وفتویٰ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور اہل حدیث ایک ہی شاہراہ کے راہی ہیں، امام شافعی اہل حدیث ہیں اور اہل حدیث ائمہ میں سے قابل قدر عظیم الشان اور جلیل القدر امام بھی۔

ناصر السنۃ احادیثِ نبی کے پاسبان
لائقِ توقیر وعظمت الامام الشافعی

کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خبر واحد پر قیاس کو مقدم سمجھتے تھے؟

یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ بعض لوگوں نے رائے اور قیاس کو اتنی اہمیت دی کہ اس کے مقابلے میں صحیح حدیثوں کا بھی انکار کر بیٹھے۔ عقائد اور اعمال کے بارے میں جداگانہ اصول خود روح شریعت کے منافی ہے مگر اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے کہہ دیا گیا کہ ''خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔''

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الانصاف فی بیان سبب الاختلاف میں پوری سند بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں شیخ یونس بن عبدالاعلیٰ کہتے ہیں کہ محمد بن ادریس الشافعی نے کہا ہے کہ اصل سرچشمہ ہدایت قرآن وسنّت ہیں اگر ان میں نہ ہو تو ان ہی کو سامنے رکھ کر قیاس کیا جائے اور کوئی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اور صحیح الاسناد ہو تو وہ سنّت ہے لیکن خبر واحد کے مقابلہ میں قیاس کو فوقیت حاصل ہے۔ (فقہی اختلاف کی اصلیت ص ۴۷) کیا واقعی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خبر واحد کے مقابلہ میں قیاس کو فوقیت دیتے تھے آیئے انھیں کی کتاب الرسالہ سے ایک اقتباس پڑھیں:

و رسول الله لا يبعث بنهيه واحدا صادقا الا لزم خبره عن النبی ﷺ بصدقة عند المنهيين عن ما اخبرهم ان النبی نهی عنه و مع رسول الله الحاج و قد كان قادراً علی ان يبعث اليهم فيشافههم او يبعث اليهم عددا فبعث واحدا يعرفونه بالصدق (الرساله ٤١٢)

رسول اللہ ﷺ کسی کو اپنا حکم دے کر صرف اسی صورت میں بھیج سکتے تھے کہ قوموں کے لئے تبشیر وتنذیر کی ہر بات پر دلیل قائم ہو کہ اس کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ کی ہر بات قبول کریں۔ رسول اللہ ﷺ اس بات پر قادر تھے کہ ان قوموں کے پاس بھیج دیئے جاتے اور ان کو بالمشافہ باتیں بتادیتے یا ان کے پاس کئی آدمی بھیج دیتے حالانکہ آپ نے صرف ایک ایسا آدمی بھیجا جسے لوگ سچا سمجھتے تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ الرسالہ ص ۴۰۱۔ ۴۵۳ میں عنوان خبر واحد کی اثبات کی دلیل کے تحت ایک اہم فصل لائے ہیں اور اس کے اندر کتاب وسنت کی بہت سی دلیلیں پیش کیں ہیں یہ دلیلیں یا تو مطلق ہیں یا عام جو اپنی عمومیت اور اطلاق کی وجہ سے خبر واحد کے عقیدہ کے لئے بھی حجیت کو شامل ہیں اور عقیدہ کے سلسلے میں ان کی اپنی باتیں بھی ہیں آپ نے اس بحث کو اس طرح ختم کیا ہے:

قال فی تثبيت خبر الواحد احاديث يكفی بعض هذا منها و لم يزل سبيل سلفنا والقرون بعدهم الا من شاهدنا ۔ هذا السبيل و كذالک حكی لنا عمن حكی لنا عنه من اهل العلم بالبلدان (الرساله : ٤٥٣)

خبر واحد کے اثبات کے لئے بہت سی مختلف حدیثیں ہیں جن سے یہی چند کافی ہیں ہمارے سلف کا اور ان کے بعد سے اب تک کے لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے اس طرح سے مختلف ممالک کے جن اہل علم کے بارے میں ہم سے بیان کیا گیا ہے یوں ہی بیان کیا گیا ہے۔

آپ کا یہ قول عام ہے اسی طرح آپ کا ایک اور قول بھی عام ہے ملاحظہ فرمائیں:

لو جاز لاحد من الناس ان يقول فی علم الخاصة : اجمع المسلمون قديماو حديثا علی تثبيت خبر الواحد والانتهاء اليه بانه لم يعلم من فقهاء المسلمين احد، الا وقد ثبته : جاز لی ولكن اقول ۔ لم احفظ عن فقهاء المسلمين انهم اختلفوا فی تثبيت خبر الواحد بما وصفت من ان ذالک موجود اعلی كلهم (الرساله ٤٥٨)

کسی شخص کے لئے خود اس کے متعلق یہ کہنا جائز ہو کہ متقدمین و متاخرین تمام مسلمانوں نے خبر واحد کے اثبات اور اس سے علی الاطلاق استدلال پر اجماع کرلیا ہے اسی وجہ سے کہ مسلمان فقہاء میں سے ایک بھی ایسا معلوم نہیں جس نے خبر واحد کا اثبات نہ کیا ہو تو میرے لئے بھی ایسا کہنا جائز ہوگا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان فقہاء کے متعلق یہ بات مجھے معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے خبر واحد کے اثبات میں اختلاف کیا ہے۔

جس شخص نے بھی گہرائی سے کتاب وسنت اور علماء کے اقوال کا مطالعہ کیا ہوگا وہ اس سے ضرور اتفاق کرے گا کہ حدیث آحاد سے استدلال واجب ہے خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو یا عمل سے۔

شیخ ناصر الدین البانی نے خبر واحد کی حجیت کے منکرین کا حال یوں لکھا ہے کہ اخیر زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حدیث بھی صحیحین میں مروی ہے چند سال ہوئے اس کے بارے میں مشائخ ازہر سے سوال کیا گیا تھا تو ان میں سے ایک نے مجلہ الرسالہ کے اندر جواب دیا تھا کہ یہ خبر واحد ہے اور اس کی سندوں کا دارومدار وہب بن منبہ اور کعب احبار پر ہے حالانکہ حدیث رسول ﷺ کے اندر معرفت اور اختصاص رکھنے والے اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔

خود میں نے شخصی طور پر نبی ﷺ تک اس پہنچنے والی سندوں کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ اسے لگ بھگ چالیس صحابہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے ان میں سے علی الاقل بیس (۲۰) سندیں صحیح ہیں بعض صحابیوں کی روایت بعض رواۃ سے ایک سے زائد صحیح سندوں سے صحیحین، سنن، مسانید اور معاجم وغیرہ کتب احادیث میں آئی ہوئی ہیں یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ ان تمام سندوں میں کہیں بھی وہب اور کعب کا مطلقاً ذکر نہیں ہے میں نے مذکورہ تلاش و جستجو کا خلاصہ دو صفحوں میں لکھ کر انھیں دنوں اس امید پر الرسالہ میں بھیج دیا کہ بطور خدمتِ علم ان کی اشاعت ہو جائے مگر اسے شائع نہیں کیا گیا۔ (حجیتِ حدیث ص ۶۲)

الحاصل! احکام واعمال اور عقائد کا خبر واحد سے اخذ کرنا واجب ہے اور خبر واحد کے ہوتے ہوئے قیاس کو بروئے کار نہیں لایا جا سکتا جسے تفصیل درکار ہو وہ امام شافعی کی الرسالہ پڑھ لے جس میں انھوں نے ان چیزوں کو بالاستیعاب ذکر کیا ہے۔ امام شافعی خود فرماتے ہیں

مسلمان فقہاء کے متعلق مجھے یہ بات معلوم نہیں ہے کہ انھوں نے خبر واحد کے اثبات میں اختلاف کیا ہے۔

کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود خبر واحد کے حجیت کے قائل تھے تو وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خبر واحد کے مقابلہ میں قیاس کو فوقیت حاصل ہے۔

قیاس کب اور کیسے؟

جس امر کا حکم شریعت میں موجود نہ ہو اس کو منصوص کے ساتھ حکم کی علت میں برابر کرنا قیاس ہے۔ اہل الرائے نے قیاس کو اس قدر پسند کیا ہے کہ ان کے مذہب کا دارومدار صرف قیاسی فتوؤں پر ہے جبکہ ائمہ تابعین اور تبع تابعین سے قیاس کی مذمت ثابت ہے جس حدیث معاذ میں قیاس کا تذکرہ ہے اس سے ہٹ کر جن لوگوں نے قیاس کیا وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے اسلئے ابن سیرین نے کہا کہ قیاس نحوست ہے۔

قیاس کب کیا جائے؟ کیسے کیا جائے؟ اس کا جواب حدیث معاذ اور دیگر احادیث فراہم کرتی ہیں اور جس کی نظر قرآن اور حدیث میں گہری ہوگی وہی صحیح طور سے قیاس بھی کر سکے گا۔ تاریخ خلکان میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: ''مجھ سے محمد بن حسن (شاگرد ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کہنے لگے کہ بھلا بتا تو ہمارے استاد (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) بڑے عالم تھے یا تمہارے استاد (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ)؟ زیادہ علم رکھتے تھے میں نے کہا انصافاً انھوں نے کہا ہاں، میں نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ قرآن کا علم زیادہ کون رکھتا تھا ہمارے استاد (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) یا تمہارے استاد (ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) امام محمد نے کہا کہ اللہ گواہ ہے بے شک تمہارے استاد (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) قرآن کا زیادہ علم رکھتے تھے پھر میں نے حدیث کی نسبت پوچھا اس میں بھی امام محمد نے یوں ہی اقرار کیا پھر میں نے اقوال صحابہ کی نسبت سوال کیا اس میں بھی امام محمد نے اسی طرح اقرار کیا یعنی امام مالک زیادہ جاننے والے تھے۔ میں نے کہا اب رہ گیا قیاس، اور قیاس تو انہی چیزوں (قرآن وحدیث) پر ہوتا ہے تو اب کس بات میں دونوں کا مقابلہ کرو گے۔

اس واقعہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر ثابت کر دیا کہ جو شخص قرآن و

حدیث میں پختہ ہوگا وہ قیاس بھی صحیح طور سے کر سکے گا لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے دماغ میں موجود باتیں کسی وجہ سے دب جاتی ہیں اور وہ اپنے علم کے خلاف فیصلہ بھی کر جاتا ہے ایسا شخص معذور و ماجور ہے مگر جب اس کے قیاس کے خلاف کوئی حدیث یا ایسی حدیث جس کی بنیاد پر اس قیاس سے بہتر قیاس کیا جاسکے مل جائے تو اس کے قیاس کو چھوڑ دینا چاہئے اور ممکن ہو سکے تو اسے مطلع بھی کر دینا چاہئے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کر دیا تھا۔

علامہ دمیری نے اپنی کتاب ''حیاۃ الحیوان'' میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ امام شافعی (جبکہ ان کی عمر چودہ سال تھی) اپنے استاد امام مالک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص امام مالک سے ایک مسئلہ پوچھنے آیا اس نے کہا میں قمریوں کی تجارت کرتا ہوں میں نے ایک دن ایک قمری ایک شخص کے ہاتھ بیچی وہ بعد میں میرے پاس اسے واپس کرنے لایا کہ تمہاری قمری بولتی نہیں میں نے کہا اگر یہ قمری برابر بولتی نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق ہو جائے امام مالک نے فتویٰ دیا کہ تمہاری بیوی مطلقہ ہوگئی (کیونکہ قمری ہر دم تو بولتی نہیں) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے قمری والے سے پوچھا، قمری بولتی زیادہ ہے یا چپ زیادہ رہتی ہے اس نے کہا بولتی زیادہ ہے امام شافعی نے فرمایا: تب تیری بیوی مطلقہ نہ ہوئی امام مالک نے امام شافعی سے کہا یا غلام من این لک ذالك بیٹے کہاں سے تم نے یہ مسلہ نکالا؟ امام شافعی نے فرمایا آپ ہی نے مجھ سے زہری عن ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن عن ام سلمہ کے طریق سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ فاطمہ بنت قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ابوجہم و معاویہ نے میرے پاس شادی کا پیغام بھیجا ہے آپ کیا فرماتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اما معاوية فصعلوك لا مال له واما ابوجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه معاویہ تو فقیر ہیں ان کے پاس کوئی مال نہیں اور ابوجہم اپنی چھڑی کبھی اپنی گردن سے اٹھا کر رکھتے نہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا علم تھا کہ ابوجہم کھاتے پیتے سوتے آرام وغیرہ کرتے ہیں ان اوقات میں چھڑی گردن پر لئے رکھنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا پھر بھی آپ نے فرمایا: لا يضع عصاه على سبيل المجاز فرمایا والعرب تجعل اغلب الفعلين كمداومة اور اکثر مداومت کا حکم لگا دیتے ہیں (للأكثر حكم الكل مشهور

مقولہ ہے)اس لئے جب قمری کا بولنا سکوت سے زیادہ ہے تو اس پر مداومت کا اطلاق درست ہے امام مالک امام شافعی کا اس کم عمری میں یہ استدلال سن کر بہت متعجب وخوش ہوئے اور فرمایا :انت فقه آن لك ان تفتي اب تم فتویٰ دینے کے لائق ہو گئے ہو اسلئے فتویٰ دے سکتے ہو۔(حیاۃ الحیوان اردو ۲ /۶۲۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے امامانِ دین سے بھی غلطی ہوسکتی ہے حتیٰ کہ کوئی مسئلہ سامنے آنے پر کبھی کبھی خود اپنی بیان کی ہوئی حدیث یادنہیں آتی اور ائمہ کرام کی حق پسندی بھی اس واقعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ ایک نوعمر لڑکے اور اپنے ایک شاگرد سے بھی حدیث رسول سن کر وہ اپنی بات سے رجوع کر لینے میں دریغ نہ کرتے تھے اور حدیث رسول سن کر بلا قیل وقال اسے مان لیتے تھے۔

حضرت امام شافعی نے تمام صحابہ، تابعین اوران کے بعد والوں کا اجماع اس بات پر نقل کیا ہے کہ جس شخص کو بھی سنت رسول کا علم ہو جائے پھر اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی کے قول کے سبب وہ سنت رسول کو ترک کر دے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ اجماع نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بے شک یہی حق بات ہے اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں بھلا یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ شارع معصوم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصوص وفرمودات تو چھوڑ دیئے جائیں اور دوسروں کے اقوال لئے جائیں جن سے خطائیں ہوسکتی ہیں بے شک ہر شخص کی بات قابل قبول ہوسکتی ہے اور قابل رد بھی لیکن ذات رسالت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی کوئی بات رد نہیں کی جاسکتی اس کے ثبوت میں آیات بہت زیادہ ہیں۔(الابداع فی مضار الابداع ص ۲۰)

☆☆☆

آخری بات

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پر کئی کتابیں لکھی گئیں ہیں تیسری چوتھی اور پانچویں صدی میں تقریباً بیس کتابیں وجود میں آئیں۔ امام صاحب کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اور محدثین کا ایک طبقہ جو انھیں جیسا اصول اور طریق رکھتا تھا اس نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام روشن کیا مگر اہل الرائے جو اعداء السنن تھے انھوں نے امام شافعی کی کردار کشی میں ایسی ایسی حدیثیں وضع کر ڈالیں کہ انھیں پڑھ کر آپ کو بڑا تعجب ہوگا ایک مشہور حدیث جس میں امام شافعی کو اضر علی امتی من ابلیس اور امام ابوحنیفہ کو وھو سراج امتی کہا گیا ہے صرف یہی ایک وضعی حدیث اصحاب الرائے کے اعداء السنن ہونے کے لئے کافی ہے۔

ائمہ کے مدح وقدح میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ مبالغہ آرائی پر مشتمل ہیں اور ایسی ایسی باتیں ان کی جانب منسوب کردی گئی ہیں جو عقل ونقل کے بالکل خلاف ہے مثلاً ایک شافعی سیرت نگار مدح ابوحنیفہ میں اس طرح کی باتیں لکھتا ہے۔ (۱) روزانہ ایک وضو سے امام صاحب نے پینتالیس سال تک پانچوں نمازیں پڑھیں (۲) شدت تقویٰ کی وجہ سے امام صاحب نے چار ماہ تک غسل نہیں کیا۔ (۳) صرف پندرہ دن میں امام صاحب نے سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کئے۔ (۴) سات سال تک بکری کے گوشت سے امام صاحب کا پرہیز (۵) تقویٰ کی بناء پر ایک مدت تک مچھلی کھانے سے امام صاحب کا پرہیز، تقلید امام شافعی کے دعویدار ابن حجر مکی نے مدح امام ابوحنفیہ میں جو باتیں لکھی ہیں وہ اس قدر پھسپھسی اور غیر معتبر ہیں کہ اسے کوئی بھی سلیم الفطرت صحیح نہیں تسلیم کرسکتا اس طرح امام شافعی کی قدح میں جو باتیں لکھی گئی ہیں اسے بھی عقل تسلیم نہیں کرسکتی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت، علمی رفعت اور مقبولیت کی بناء پر ایک طرف یہ کوشش کی گئی کہ انھیں اپنا شاگرد ظاہر کیا جائے جیسا کہ علامہ علاء الدین حصکفی فرماتے ہیں: امام شافعی امام محمد کے شاگرد تھے امام محمد نے امام شافعی کی والدہ سے نکاح کیا اور اپنی کتاب امام شافعی کو دے دی اس لئے امام شافعی فقیہ بن گئے آگے پھر یہی علامہ امام

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اقرار بھی ذکر فرماتے ہیں میں صرف امام محمد کی کتابوں سے فقیہ بنا ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا امام محمد سے استفادہ کوئی عیب کی بات تو ہے نہیں مگر تعجب پر تعجب یہ ہے کہ یہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قدم قدم پر اپنے استاد امام محمد کو چپ کر دیتے ہیں۔ امام محمد کی فقہ سے فقیہ بنے مگر امام محمد کی فقہ سے برسرِ پیکار بھی رہے۔ امام سبکی نے طبقاتِ کبریٰ شافعیہ بذیل ترجمہ حسین بن علی کرابیسی میں جو کچھ لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام محمد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک طفلِ مکتب کی طرح خاموش ہو جاتے ہیں اور کسی سوال کا جواب ان سے نہیں بن پاتا۔ پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد سے کہا کہ پھر میں آپ کو ایسا بھی دیکھتا ہوں کہ آپ ان سب صورتوں کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے امام محمد نے کہا میں کیا خلاف فیصلہ کرتا ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بتاؤ مرد اور عورت گھر کے اسباب میں مختلف ہوئے اس میں کیا کہو گے یعنی وہ اسباب کس کو دیا جائے گا؟ امام محمد نے کہا میرے اصحاب کا اس میں یہ قول ہے کہ جو چیز مردوں کے لئے ہوتی ہے وہ مردوں کو دلائی جائے اور جو چیز عورتوں سے مخصوص ہوتی ہے وہ عورتوں کو دلائی جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا بتاؤ یہ حکم کتاب اللہ کا ہے یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام محمد نے اس اعتراض کا کچھ جواب نہ دیا پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں نے کہا ان شخصوں کے حق میں کیا کہو گے جنہوں نے ایک دیوار میں جھگڑا کیا، امام محمد نے کہا ہمارے اصحاب کا اس میں یہ قول ہے کہ جب ان کے گواہ نہ ہوں تو عمارت دیکھا جائے وہ کس کی ہے یعنی اینٹوں کا رخ اور آنے جانے کی راہوں سے جس کی ہو اسے دلائی جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ فیصلہ قرآن کا ہے یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا؟ پس اس کا بھی امام محمد نے کچھ جواب نہ دیا پھر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان دو شخصوں کے مقدمہ میں کیا کہو گے جنہوں نے ایک چھپر یا پھوس کے گھر میں جھگڑا کیا گواہ نہ ہو تو کس کو دلاؤ گے؟ امام محمد نے کہا رسیوں کی گرہوں کو دیکھیں گے وہ جس کی طرف ہو گی اسی کو دلا دیں گے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ فیصلہ قرآن سے کیا ہے یا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، اس کا بھی امام محمد نے کچھ جواب نہ دیا۔

اسی قصہ کا ایک ٹکڑا حضرت شاہ ولی اللہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور ''انصاف'' میں نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی مثال یہ ہے کہ جو ہمیں پہنچی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام محمد کے پاس گئے اور امام محمد مدینہ والوں کو مطعون کر رہے تھے کہ وہ ایک گواہ اور ایک قسم کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں

اور کہتے تھے یہ کتاب اللہ پر زیادتی ہے۔ پس امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا آپ کے نزدیک یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ خبر واحد کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں ہے امام محمد نے کہا ہاں ایسا ہی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تو پھر وارث کے ساتھ آپ وصیت کیوں جائز نہیں رکھتے ہو، اس حدیث کی وجہ سے کہ وارث کے ساتھ وصیت جائز نہیں ہے حالانکہ اللہ تو فرماتا ہے کہ تم پر واجب ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو وصیت کر جائے اچھائی کے ساتھ (سورہ بقرۃ آیت: ۱۸۰) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے امام محمد پر اور بہت سے اعتراضات وارد کئے پس امام محمد لاجواب ہو گئے اس طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی پر فخر کا اظہار بھی کیا گیا مگر دوسری طرف جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہائے عراق کے بعض مسائل پر تنقید کی تو ان پر اعتراضات شروع ہو گئے اور ان کو جاہل تک کہہ دیا گیا بعض لوگوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا ہے بعض نے مسائل کا ذکر کر کے انھیں جہالت سے تعبیر کیا اس کی کچھ تفصیل ("اہلحدیث" شاہ ولی اللہ کا مسلک فروری ص ۸۳) سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ امام داؤد ظاہری کا خیال ہے کہ ام ولد کی بیع درست ہے یعنی اس لونڈی کی جس کے بطن اور اسکے مالک کی پشت سے اولاد ہو جمہور ائمہ سید کی موت کے بعد اس کی بیع کو درست نہیں سمجھتے لیکن داؤد ظاہری بعض احادیث کی بناء پر اسے درست سمجھتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ (نورالانوار ص ۳۰۰، مطبوعہ مکتبہ بلال، دیوبند)

۲۔کسی محلہ میں میت پائی جائے لیکن قاتل معلوم نہ ہو، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اہل محلہ اور مقتول میں سابقہ دشمنی اور باہم خلش کا علم ہو تو قاضی مقتول کے ولی سے پچاس قسمیں لے کر قاتل کی تعیین کے بعد قصاص کی اجازت دے گا احناف کرام اور حضرات ائمہ اصول کے نزدیک یہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی جہالت ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

۳۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ اگر ذبیحہ پر بوقت ذبح جان بوجھ کر بھی خدا کا نام نہ لیا جائے لیکن ذبح کرنے والا مسلمان ہو تو گو یہ فعل درست نہیں لیکن ذبیحہ حلال ہے احناف اسے جہالت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ (ایضاً ص ۳۰۰)

۴۔اسی طرح اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوتو مدعی خود قسم کھائے اور ایک گواہ دے دے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اجازت دیتے ہیں کہ قاضی اس صورت میں مدعی کو ڈگری دے دے ائمہ حنفیہ کا خیال ہے کہ یہ امام شافعی کی جہالت ہے۔(نورالانوار ص ۳۰۰)

یہ تلخ اور ترش زبان مقلدین کو مبارک ہو کیونکہ یہ سب انھوں نے اپنے بزرگوں سے نقل کیا ہے اور محض تقلید کی بناء پر۔ ورنہ ایسی ان کی جرأت نہ تھی۔ ملا جیون امیٹھوی المتوفی ۱۱۳۰ھ اپنی کتاب میں ائمہ کی باتوں کو جہالت سے تعبیر کیا ہے اور پھر بڑی سادگی سے لکھتے ہیں:

و قد نقلنا کل هذا علی نحو ما قال اسلافنا وان کنا لم نجتر علیه "

یعنی ہم نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو کچھ نقل کیا ہے یہ ہمارے (اسلاف) بڑوں کے کہنے کی بنا پر ہے ورنہ ہم اس قدر جرأت نہ کر سکتے تھے۔ (نورالانوار ص ۳۰۰، مطبوعہ مکتبہ بلال دیوبند)

ذرا سنجیدگی سے غور کیجئے کہ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کردار کشی ہے کہ نہیں۔ نورالانوار وہ کتاب ہے جو مدارس میں داخل نصاب ہے کیا مدارس میں سبقاً و درساً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سوء ادب اور بدگمانی کی تعلیم نہیں دی جارہی ہے؟

الحمد للہ اہلحدیث کا دامن اس طرح کے بے جا مدح وقدح سے پاک ہے وہ تمام ائمہ کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی جو باتیں کتاب وسنت کے مطابق ہیں ان کو اپناتے ہیں اور جو باتیں خلافِ حدیث ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہیں خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس روش پر گامزن تھے جس کی وجہ سے ان کو مطعون کیا گیا اور نہ جانے کس کس طرح سے ان کی قدح و مذمت کی گئی جب کہ ان کا جو علمی مقام ہے آج بھی زمانہ اس کا معترف ہے اور ان شاء اللہ ہر دور میں اس محبِ حدیث کے علمی سرمایہ کو سراہا جائے گا۔

☆☆☆

الامام الشافعی

نتیجۂ فکر: انورؔ یوسفی

رہروِ راہِ ہدایت الامام الشافعی　　رہبرِ دین و شریعت الامام الشافعی

حاملِ قرآن و سنت الامام الشافعی　　نازشِ علم و بصیرت الامام الشافعی

تھے مربی اور مصلح پارسا و مقتدا　　پاکباز و پاک طینت الامام الشافعی

نام ہے ان کا محمد، ہیں پسر ادریس کے　　پائی پر دادا سے نسبت الامام الشافعی

وہ تھے کہتے میرا مذہب ہے اذا صح الحدیث　　حرزِ جاں رکھتے تھے سنت الامام الشافعی

تھے محدث، مجتہد اور وقت کے نباض بھی　　شاہکار حسن فطرت الامام الشافعی

روکتے منکر سے تھے معروف کا دیتے تھے حکم　　خیر امت بہر امت الامام الشافعی

شرک و بدعت سے کنارہ کش رہے تاعمر وہ　　کرتے دونوں کی مذمت الامام الشافعی

کام کوئی بھی نہ کرتے تھے شریعت کے خلاف　　تھے جو آگاہِ شریعت الامام الشافعی

چھوڑ دو باتیں مری جو ہوں حدیثوں کے خلاف　　کر گئے ایسی نصیحت الامام الشافعی

ناصر السنۃ احادیث نبی کے پاسباں　　لائقِ توقیر و عظمت الامام الشافعی

روکتے تھے دور رہتے تھے سدا تقلید سے　　کرتے اس سے سخت نفرت الامام الشافعی

کٹ کے اہل الرائے سے کہلاتے ہیں اہل الحدیث　　رکھتے ہیں عالم میں شہرت الامام الشافعی

”الرسالہ“ لکھ کے امت کو دیا علمِ اصول　　ابھرے پھر ”الام“ کی صورت الامام الشافعی

شخصیت تھی عبقری، منہج صحابہ کا طریق　　مستحقِ صد عقیدت الامام الشافعی

تھے مجدد، متقی، لاریب تھے رب کے ولی　　اب ہیں رب کے زیرِ رحمت الامام الشافعی

گزرے ہیں کتنے ائمۂ حق میں انورؔ اک امام
ہیں امام اہلِ سنت الامام الشافعی

اقوالِ امام شافعی رحمہ اللہ

☆ ہر ایک سے نبی کریم ﷺ کی کوئی نہ کوئی سنت مخفی رہ سکتی ہے، تو میں جو قول کہوں یا جو قاعدہ بیان کروں اگر حدیث رسول اس کے خلاف ہے تو موافقِ حدیث ہی میرا قول ہوگا۔ (مخالف حدیث میرا قول نہ سمجھا جائے) (اعلام الموقعین: ۲/ ۳۶۳، ایقاظ الھمم اولی الابصار، ص ۱۰۰)

☆ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس کے سامنے سنتِ رسول ﷺ ظاہر ہوگئی تو اسے کسی کے قول کے بنا پر چھوڑنا جائز نہیں۔ (اعلام الموقعین ۲/ ۳۶۱، ایقاظ الھمم اولی الابصار ص: ۶۸)

☆ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ (المجموع شرح المھذب للنوری ۱/ ۶۳۔ المیزان للشعرانی: ۱/ ۵۷)

☆ امام احمد کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو صحیح حدیث ہو تو مجھے بتادو، خواہ وہ کوفی ہو یا بصری یا شامی، تاکہ اسی کے مطابق فتویٰ دوں۔ (آداب الشافعی ص ۹۴، ۹۵ وغیرہ)

☆ میرے قول کے خلاف کسی مسئلے میں بھی محدثین کے نزدیک صحیح حدیث مل جائے تو میں حدیث کی موافقت میں اپنے مسئلے سے زندگی میں اور موت کے بعد بھی رجوع کرتا ہوں۔ (الحلیۃ لابی نعیم ۹/ ۷-۱، اعلام الموقعین ۲/ ۳۶۳)

☆ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے اگر میں اس کے خلاف کوئی بات کہوں تو جان لو کہ میری عقل اس وقت کھو چکی تھی۔ (آداب الشافعی ص ۹۳، حلیۃ الاولیاء ۹/ ۱۰۶)

☆ میرے کسی بھی قول کے خلاف صحیح حدیث ہے تو حدیث نبی مقدم ہے میری تقلید نہ کرو۔ (اصل صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ لاحمد بن حنبل ج/ ۱ ص ۳۱)

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ

MARKAZUD DAWATUL ISLAMIYYAH WAL KHAYRIYYAH

▸ Islami Compound, Savnas, Khed, Ratnagiri, Maharashtra - 415727. Tel : 02356-262555

▸ Bait-us-Salaam Complex, Mahad Naka, Dist. Ratnagiri, Maharashtra - 415709. Tel : 02356-264455

A1 Grafix Studio : +91-9819189965